نورِ مبین
صلی اللہ علیہ وسلم
تابش کمال
نورِ مبین
تابش کمال

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**
www.darulkamal.com

دارالکمال، کمال آباد، **پنڈی روڈ**، **چکوال**
www.darulkamal.com

کمال پبلی کیشنز
کی
کمال کتابیں

کتاب	:	نُورِ مبینؐ
شاعر	:	تابش کمال
بارِاوّل	:	اکتوبر، 2019ء
تعداد	:	ایک ہزار
ہدیہ	:	چار سو روپے
ناشر	:	صاحبزادہ نہال بخت کمال
رابطہ	:	دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، چکوال
موبائل	:	0300-5144878
ویب سائٹ	:	www.darulkamal.com

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**
www.darulkamal.com

اِنتساب

وہ جس نے ساتھ مرے گرم و سرد جھیلے ہیں
وہ جس کے لعل مرے بازوؤں میں کھیلے ہیں

کیا ہے جس نے مرا لالہ زار تابندہ
جو ہے حیات کا حاصل ، نگارِ آئندہ

چمن سجا ہے ، خوشی سے نہال جھومتے ہیں
وُہ جس کے صحن میں نُوری خیال جھومتے ہیں

جو صُبح و شام ہے شامل مری دُعاؤں میں
وُہ جس نے ساتھ دیا میرا دُھوپ چھاؤں میں

جو ہے جہاں میں مرے لفظ و حرف کی ساتھی
وُہ میری محرمِ راز اور ظرف کی ساتھی

لگاؤ ، لاگ سلامت رکھے خُدا اُس کا
سدا سُہاگ سلامت رکھے خُدا اُس کا

وُہ جس کے دم سے ہے فصلِ بہار ، اُس کے نام
جسے خُدا نے کیا ذی وقار ، اُس کے نام

چُنے ہوئے یہ گُلاب اور خواب اُس کے لئے
کتاب اُس کے لئے ، اِنتساب اُس کے لئے

دارالکمال، کمال آباد، **پنڈی روڈ**، **چکوال**
www.darulkamal.com

نگینے

رُجحان ساز مجمُوعۂ نعت

تابش کمال کے نعتیہ مجموعہ سے ایک ایسی جہتِ نعت سامنے آئی ہے جو اُردو نعت کے مرکزی دھارے میں کم کم ظاہر ہوتی ہے۔نعت کی وہ جہت مشاہدات سے تعلق رکھتی ہے۔ ہر زمانے میں صوفیائے کرام کی نعتوں میں سیرت وشخصیتِ رَسول اکرمؐ اور آپؐ کے معجزات وفیضان کی اُن حیرتوں سے مضامین کشید کئے گئے ہیں جن کا تعلق مراقبات اور مشاہدات سے ہے۔ایسے نعت پارے کسی باضابطہ مَشق یا مہارت کا ثمر نہیں ہوتے ،بس تخلیق ہو جاتے ہیں مثلاً پیر مہر علی شاہؒ کی معروف پنجابی نعت ''اَج سِک مِتراں دی ودھیری اے'' جو مکّہ مکرمہ سے مدینہ منوّرہ کے سفر کے دوران وادیٔ حمرہ کے قیام والی رات کی یاد میں لکھی گئی۔

اس انداز کی مشاہداتی نعتیں ہر نعت گو کو نصیب نہیں ہوتیں لیکن ہر وہ نعت گو شاعر جو کسی سلسلۂ تصوف سے وابستہ ہے اور جس کے معمولات کا کچھ حصہ ذکر واذکار اور مشاہدات ومراقبات میں گزرتا ہے، کبھی کبھار ایسی حیرتوں کو چھو لیتا ہے جس کا ذائقہ ہی نیا ہے اور جس کی صحیح تفہیم کے لئے ہمارا نظامِ ابجد اور زبان وبیان ساتھ دینے سے قاصر ہیں۔تابش کمال کا سلسلۂ نسبت اس بات کا متقاضی ہے کہ ان کی نعت کا مطالعہ کسی اور زاویے سے کیا جائے۔ان کے والد اور ہمارے دوست حضرت باغ حسین کمالؒ صاحبِ نسبت بزرگ تھے۔انہیں اپنے والد کے فکر وفن کے ساتھ اُن کے روحانی فیوض وبرکات بھی ورثے میں ملے ہیں۔ان دونوں کے اثرات ان

کی نعت گوئی میں نمایاں ہیں اور اسی سبب ان کی نعت میں بعض صوفیانہ حیرتیں قاری کی توجہ اپنی طرف کھینچتی ہیں۔

تابش کی نعت نگاری کا نمایاں وَصف ان کی شعری زمینیں ہیں۔نئی زمین ایک تخلیقی اساس کی طرح ہوتی ہے۔بڑے تخلیق کار کوشش سے نئی زمینیں تراشتے ہیں اورحتی الامکان مستعمل زمینوں سے پرہیز کرتے ہیں۔نئی زمینوں میں شاعر اپنے محسوسات ومشاہدات کا اظہار کرتا ہے تو اس کا گہرا غور وفکر خود ایک زمین میں ڈھل کر سامنے آجاتا ہے اور شاعر کو ایک تخلیقی اساس فراہم کر دیتا ہے۔نعت نگار جب اس اساس پر اپنے نعت پارے کی عمارت اٹھاتا ہے تو ازخود کئی خیالات اُس کی نعت کا حصہ بن جاتے ہیں۔آہنگ وعروض کے ساتھ قافیہ اس تخلیقی عمل میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے اور ردیف جذبہ وکیفیت کونعت کی مجموعی فضا سے ہم آہنگ کرتی ہے۔یہ حقیقت ہے کہ شعر کی زمین جتنی نئی ہوگی اس میں تازہ کاری کے امکانات بھی زیادہ ہوں گے۔تابش کمال کی تازہ کاری کا راز اُن کی منفرد زمینوں میں ہے، یہ شعر دیکھئے:

آنکھوں میں گھُومتے ہیں درخشندہ نقشِ پا
آتے ہوئے دنوں کے نمائندہ نقشِ پا

چشمِ جہاں میں روشنی آپؐ کے دم قَدم سے ہے
کُن فیکوں کا فیض بھی آپؐ کے دم قَدم سے ہے

قلَم ، دوات ، کتاب و بَیاں کو خَلق کیا
دُرود و نعت کی خاطر زباں کو خَلق کیا

طلوعِ شمسِ رسالتؐ سے قصر ہلنے لگے
ظہورِ ختمِ نبوت سے قصر ہلنے لگے

اس ضمن میں تابش کمال کے نعتیہ مجموعے سے اور بھی متعدد مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ ان کی نعت نگاری کے دوسرے محاسن (جو اکثر انہی زمینوں کے سبب ہیں) میں محاکات نگاری تابش کا دوسرا نمایاں وصف ہے۔

محاکات، امیجز یا تمثال نگاری ہر زمانے کے شاعروں کی ایک ایسی خصوصیت ہے جس سے بڑے شاعروں نے اپنے کلام کو سجایا ہے۔ تمثال کاری کی کئی شکلیں ہیں، سمعی، بصری، حرکی اور ڈرامائی امیجز، اکیلے اور مخلوط وغیرہ۔ تابش کمال نے حضور اکرمؐ کی سیرت اور خصائل و کردار کو اپنی نعتیہ شاعری کا حصہ بناتے ہوئے تمثال کاری سے بہت کام لیا ہے۔ اُن کی نعتیں پڑھتے ہوئے واقعاتِ سیرت اکرمؐ کی دلپذیر تصویریں آنکھوں کے سامنے آجاتی ہیں۔ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ تمثال گری تابش کمال کی شعر گوئی کے نمایاں اوصاف میں شامل ہے اور اُن کے شعری سٹائل میں تمثال گری نے نہ صرف اُن کی نعت کو نمایاں کیا ہے بلکہ معاصر اردو نعتیہ شاعری کے بیانیہ میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ یہ شعر دیکھئے:

رُک جائیں تو رُک جاتی ہے گردُوں کی یہ گردش
انفاسِ زمانہ بھی ہیں رفتارِ نبیؐ سے

اُن کھجوروں کے پیڑوں کی محراب سے جھانکتا ہو دِیا
چاندنی اس کے چوگرد پھلتی رہے، نعت چلتی رہے

اُن شعروں میں جو ندرت، جدّت اور کشش پذیری کے خصائص جھلکتے ہیں انہوں نے تابش کمال کی نعتیہ شاعری کو جاندار اور شان دار بنا دیا ہے۔ خصوصاً ان کی شاعرانہ امیجری میں بعض محاکات ایسے آئے ہیں جن میں قاری کے اپنے ذہنی تلازمات شامل ہو کر ان شعروں کی معنویت کو اور گہرائی بخشتے ہیں، خصوصاً ان کے وہ اشعار جن میں تابش مکالمہ کرتے ہیں، استغاثہ پیش کرتے ہیں یا پیکر تراشتے دکھائی دیتے ہیں۔ معاصر نعت میں تمثال گری ہی وہ جوہر ہے جس سے نعت کے 'موضوعِ محض' کو 'معجزۂ فن' بنایا جا سکتا ہے۔ اس طرف ہمارے اکثر نعت نگاروں کی توجہ نہیں اور اگر ہے بھی تو سرسری، لیکن تابش کمال نے اس ضمن میں رجحان ساز کام کیا ہے۔ محاکات آفرینی کا یہ عنصر تابش کی شاعری کا فطری خاصہ ہے اور وہ سیرتِ نبویؐ اور اس سے وابستہ اپنے خیالات و جذبات کو زیادہ تر محاکاتی نظر سے ہی دیکھتے اور پیش کرتے ہیں۔ ان کی نعتوں میں محاکاتی حوالے سے کچھ مزید شعر دیکھئے:

اس ایک آس کی انگلی پکڑ کے چلتے ہیں
بروزِ حشر حضور عاصیوں کی ڈھال ہیں آپؐ

ایک پل میں دو جہانوں کو منور کر گئے
پاؤں باہر جونہی نکلے تھے حرا سے آپؐ کے

درود ایسے ہے جیسے مہیب جنگل میں
کوئی مہکتا ہوا راستہ بنا ہُوا ہے

مشاہداتی حوالے سے تابش کمال کی نعتوں کا مطالعہ ایک جداگانہ مقالے کا موضوع ہے تاہم اس مضمون میں اس حوالے سے کچھ پہلوؤں کی نشاندہی بے محل نہیں

ہوگی۔مشاہدات ہر شخص یا نعت نِگار کے تجربات کا حصہ نہیں ہوتے۔صاحبانِ ’قال‘ تو بہت ہوتے ہیں، صاحبانِ ’حال‘ کم کم اور ان میں سے بھی بہت کم ایسے جو اپنے روحانی تجربات اور مشاہدات کی ترسیل کر سکیں۔ان تجربات کی لذّت اور گرفت ہی ایسی ہے کہ تجربہ کار اس سے باہر نہیں آنا چاہتا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ آ ہی نہیں سکتا اور بالفرض آ بھی جائے تو کسی کو بتا نہیں سکتا کہ اس تجربے کی حقیقت کیا ہے۔بعض تجربہ کار لکھنا چاہتے ہیں مگر لکھتے ہوئے لفظ ساتھ نہیں دیتے اور انہیں معنوی لکنت کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن تابش کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے رُوحی تجربے کی اس واہمہ روشنی کو حقیقت کی روشنی بنا کر پیش کیا ہے اور یہ ان کے کمالِ فن کی دلیل ہے۔انہوں نے اپنے ذاتی تجربات کو بڑی شائستگی کے ساتھ نعت آشنا کیا۔آپ یہ شعر دیکھئے جو اردو نعت کے معاصر بیانیہ میں خوشگوار اور دلپذیر اضافہ ہیں۔

یاوری بَخت نے کی ہے کہ مُجھے بھی تابؔش
جاگتی آنکھوں سے سرکارؐ نظر آئے ہیں

انؐ کی برکت سے ہم ہوئے تابؔش
انؐ سے پہلے مقامِ لا میں رہے

مِرے ظہور سے پہلے کی بات ہے تابؔش
مِرے نبیؐ میرے نام ونسب سے واقف ہیں

رات پھر خواب میں تابؔش کے مقدّر جاگے
رات پھر خواب میں اک نعت کہی ہے آقاؐ

ایسے شعروں سے اردو نعت کا چہرہ اور روشن ہوا ہے۔ تابش نے حضور اکرمؐ کے تذکار اور ان تذکار سے جنم لینے والے تلازمات کی ایک کہکشاں کاغذ پر اتار دی ہے۔ انہوں نے اپنی نعت کے مَضامین و موضوعات کے بیان کو ایک اَرفع جہت عطا کی ہے اور نعت کے موضوع کو صحیح معنوں میں ایک ایسی ندرت اور تازہ کاری سے برتا ہے کہ اس سے صنف نعت کے فنی پہلوؤں کو بعض مابعد الطبیعاتی زاویوں سے دیکھنے کے امکان بھی روشن ہوئے ہیں۔

بہ حیثیت مجموعی مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ ان کی نعت ایک مختلف وقار اور منفرد اعتبار کی حامل ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ''نورِ مبین'' کی اشاعت کے بعد معاصر اردو نعت کا بیانیہ اور ثروت مند ہو گا اور یہ کتاب اردو نعت کے لیے یقیناً ایک ایسے برکت خیز تجربے کا بیانیہ ثابت ہو گی جو اپنے اندر افرونی اور فراوانی، وسعت و کثرت اور ہمیشگی و دوام کے عناصر کا حامل ہو گا۔ اکابرین اور معاصرین نے طرح طرح کے مضامین و موضوعات سے اردو نعت کا دامن وسیع کیا لیکن چند ایسے تجربے جو تابش کمال کی نعت نگاری میں منکشف ہوئے، بہ یک کتاب ان کا اظہار ایک منفرد تجربہ ہے۔ یہ ایک حیرت فہمی اور تحیّر شناسی کا تجربہ ہے۔ نعت کے باب میں بعض نامعلوم یا کم معلوم حیرت بھری دنیاؤں کو سامنے لانے کا تجربہ۔ ایسی حیرتوں کا اظہار ذاتی تجربے کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ کسی بلند بانگ دعوے اور اظہار ولایت کے بغیر غیر محسوس طور پر انہوں نے اپنی تنہائیوں کی عطا اور خلوت کے اَثمار اپنے نعتیہ اظہار کا حصہ بنا دیے۔ یہ نعت کے باب میں ان کی خوش امکانی کا ثبوت ہے۔ انہوں نے اس خوش امکانی سے واقعی ایک نئی رہ نکالی ہے۔ خود ان کے بقول:

نعت میں کون سا مضموں نہیں برتا تابشؔ

رہ نکالی ہے نئی اپنی خُوش اِمکانی سے

نُورِ مبیں کا مطالعہ ایک عجیب برکت خیز اور حیرت انگیز تجربہ ہے۔''بارک اللہ'' ایک دعائیہ جملہ ہے جس کا مطلب ہے''خدا تجھے برکت دے''۔میں نے مصنف کے نام کے ساتھ اس کتاب کی اشاعت کا مادۂ تاریخ نکالا تو یہ دعا سامنے آئی:

بارک اللہ۔۔۔نورِ مبین۔۔۔تابِش کمال (۱۴۴۱ھ)

اس دعائیہ تخریج پر منہ سے بے ساختہ 'اللہ اکبر' نکلا۔ جب غور کیا تو دیکھا کہ یہ لفظ بھی کتاب اور مصنف کے نام کے ساتھ مل کر مادۂ تاریخ میں ڈھل گیا ہے۔۔۔یعنی:

اللہ اکبر۔۔۔نورِ مبین۔۔۔تابِش کمال (۱۴۴۱ھ)

تابش 'مشاہداتی ثنا' کے بحر میں ڈوبے اور نعت داں طبقے کے لئے کیا کیا حیرت زا اور فکر افزا بیانیے سمیٹ لائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تابش کمال اردو نعت کو اپنے تفکّر آفریں تجربوں کی باز آفرینی سے یونہی مالا مال کرتے رہیں اور نئے نعت نگار 'نورِ مبین' ایسے رجحان ساز نعتیہ مجموعے سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

ڈاکٹر ریاض مجید

کمال کا نُور

نعت گوئی کا سلسلہ ہر زمانے اور دنیا کی تقریباً ہر زبان میں ہمیشہ جاری رہا ہے۔عربی، فارسی اور پھر اُردو زبان میں تخلیق کیا گیا مذہبی ادب خواہ وہ شاعری ہو یا نثر، ان تہذیبی، سماجی اور تمدّنی روایات کا حصہ ہے جس پر مسلم شعُور و فکر کی گہری چھاپ ہے۔

اردو زبان میں نعت گوئی کا رجحان عربی اور فارسی سے منتقل ہوا۔عربی زبان میں نعت گوئی کا آغاز نبی کریمؐ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں ہو گیا تھا۔حضرت عباسؓ، حضرت ابوطالب، حضرت حمزہؓ، حضرت حسان بن ثابتؓ سمیت دیگر کئی اصحابِؓ رسول اور اہلِ بیتؓ نے اپنے اپنے پیرائے میں نعت کہی ہے جو عربی زبان اور مسلم تمدّن میں ایک ارمغان کی حیثیت رکھتی ہے۔عربی زبان کے بعد فارسی زبان میں نعت کا ارتقا ہوا۔فارسی میں مولانا رومیؒ، سعدی شیرازیؒ، مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ، جان محمد قدسیؒ اور مرزا غالب کی نعت اسی نعتیہ روایت کا فکری تسلسل ہے۔مولانا رومیؒ اور عبدالرحمٰن جامیؒ چونکہ عرفاؒ و اولیاؒ تھے اس لیے ان کی نعت گوئی میں عشقِ رسولؐ نئی تب و تاب کے ساتھ جھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔اُردو زبان کی نعتیہ روایت، مُحسن کاکوروی سے لے کر آج تک بڑی درخشاں اور تابناک ہے۔اس سفر میں نعت گوئی نے مختلف اَدوار میں کئی اِرتقائی مراحل طے کیے ہیں۔محسن کاکوروی کے بعد امیر مینائی، الطاف حسین حالی، مولانا ظفر علی خان، احمد رضا خان بریلوی، حسن رضا خان بریلوی، بیدم وارثی، بہزاد لکھنوی اور حفیظ تائب سے یہ روایت عصرِ موجود کے شعراؒ تک پہنچی ہے۔عصرِ موجود میں بہت

سے شعرائے کرام تواتر کے ساتھ نعت کہہ رہے ہیں۔ تابش کمال کا شمار اُردو کے اُن معدودے چند شعرائمیں ہوتا ہے جنہوں نے نعت کو ایک نئی جہت عطا کی ہے۔ نورِ مبینؐ ان کا دوسرا نعتیہ مجموعہ ہے۔ اس سے پہلے ''صَلِّ علیٰ'' سندِ اعتبار حاصل کر چکی ہے۔

نورِ مبیں کی نعت فکری لحاظ سے عصرِ موجود کی نعت سے بہت منفرد ہے۔ اُسلوب، زمینیں، قافیہ، ردیف، الفاظ کی نشست و برخاست، تلمیحات و استعارے، تخلیقی سرشاری، تازہ تر خیالات ولفظیات، فنی مہارت اور نعتیہ مضامین یہ تمام عوامل ایسے ہیں جو تابش کمال کی نعت کو مختلف بنا دیتے ہیں۔

نعتیہ مضامین جہاں عشقِ رسُولؐ سے عبارت و معمُور ہیں وہاں یہ اجتماعی سطح پر بنی نوعِ انسانیت کے مسائل کا احاطہ کرتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں۔ مسائل کے اسباب وعلل اور ان کا حل سب کچھ تابش کمال کی نعت میں رقم ہو گیا ہے۔

ہے زمانے کے مسائل کا فقط ایک علاج
اپنے دُستور میں وہ نُور اتارا جائے

یہ اُمّت کس طرف محوِ سفر ہے
درِ خیر الوریٰ ہوتے ہوئے بھی

بنی نوعِ انسانیہ اور ملتِ اسلامیہ کے مسائل اور بے راہ روی پر تابش کمال نے ان اشعار میں اپنا ''نعتیہ نوحہ'' پیش کیا ہے۔ ان کی فکر کا مرکز جنابِ رِسالت مآبؐ کی ذاتِ مبارکہ ہے۔ یہ ان کا ادراک ہے کہ اس وقت دنیا کو جو سیاسی، سماجی اور مذہبی مسائل درپیش ہیں وہ عشقِ آنجنابؐ اور ان کی سیرت و کردار سے دوری کی وجہ سے ہیں۔ ان مسائل کا تدارک تب ہی ممکن ہے جب ہمارے دستور میں سیرتِ طیبہ کا

نُور داخل ہو گا۔ عالمی دستور ہو یا آئینِ پاکستان، ہمیں سیرت کی روشنی میں اپنے دستور کو از سرِ نو مرتّب کرنا پڑے گا تب ہی یہ عصری، سیاسی، سماجی اور مذہبی آشوب اور اضطراب ختم ہو گا۔

نُورِ مبینؐ کی شاعری میں پوری کائنات در آئی ہے۔ جہاں ملّتِ اسلامیہ کے زوال اور مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے وہاں آج کل کے تہذیبی، تمدّنی، تاریخی، معاشی، مذہبی اور سیاسی موضوعات پر بھی تابش کمال نے نئے قرینے کے ساتھ اشعار کہے ہیں۔

وہی ہیں ظلمتِ شب میں چراغ سے بڑھ کر
وہی اندھیرے میں رستہ سجھانے والے ہیں

وہ مصائب ہیں کہ ہر ایک پریشاں ہے یہاں
ساری اُمّت پہ قیامت کی گھڑی ہے آقاؐ

تابش کمال کی نعت کا اختصاص یہ ہے کہ انہوں نے فریفتگی اور ایک وارفتگی کے ساتھ خود کلامی کی ہے اور یہ خود کلامی وہ حضوری میں جناب نبی کریمؐ کو سنا رہے ہیں۔ انہیں یقین ہے کہ نبی کریمؐ سن رہے ہیں اور صرف آپؐ ہی اُمّت کو اس گرداب سے نکال سکتے ہیں۔ تابش کمال کی نعت کے سِوا مَعاصر اُردو نعت میں قومی، علاقائی اور عالمی مسائل کا اس طرح اظہار نہیں ملتا۔ انہوں نے اپنی فکری، فنّی، رُوحانی اور علمی استعداد سے تواتر کے ساتھ یہ مضامین برت کر جہاں ان مضامین کو نعت کے مضامین بنا دیا ہے وہاں انہوں نے نعت کو نئی جہت بھی عطا کر دی ہے اور تمام تر فنّی تقاضے بھی پورے کیے ہیں۔ تابش کمال کا نعتیہ شعری اُسلوب ہم عصر شعراٗ سے انتہائی مختلف اور جداگانہ ہے کیونکہ تابش لفظ کے تہذیبی اور سماجی سیاق و سباق سے مکمل آگاہ ہیں۔

اسی تناظر میں ان کی نعت نے مدارج طے کیے ہیں۔ یہ شعر تابش کمال کی خلاّقانہ بصیرت کا آئینہ دار ہے۔

نعت میں کون سا مضموں نہیں برتا تابشؔ
رہ نکالی ہے نئی اپنی خوش امکانی سے

تابش کمال کی نعت ان کی وجدانی کم وکیف کا منظر نامہ ہے۔حضوری اور منظوری میں رہتے ہوئے ان کی نعت تخلیق ہوتی ہے۔حرف حرف عشق کے نُور سے جگمگاتا ہےاور تابش اِسی سرشاری میں نعت سرا رہتے ہیں۔

مدحِ آقاؐ و مولاؐ کا رستہ چنا دِل کی آواز پر
دِل کی آواز میں سب کو شامل کروں، نعت کہتا رہوں

مشاہدۂ حق اور حُضوری تابش کمال کی نعت کے دو بڑے عناصر ہیں جن سے ان کی نعت تخلیق ہوتی ہے۔مشاہدۂ حق اور حضوری کے سوا تابش کمال ایک شعر بھی کہتے ہوئے نظر نہیں آتے کیونکہ نعت میں معنی آفرینی اور لطف حضوری کے سوا پیدا ہی نہیں ہوتا۔ ربطِ قلبی سے ربطِ معنوی میں ارتباط پیدا ہوتا ہے، اس لیے ان کی نعت میں ایک خاص آہنگ پایا جاتا ہے جو مولانا جامیؒ کی نعت سے لے کر پیر مہر علی شاہؒ تک اور پھر اُن سے حضرت باغ حسین کمالؒ کی نعت کا خاصہ ہے۔تابش کمال انہی چنیدہ ومنتخب شاعرانِ رسولؐ میں سے ہیں کہ جو اپنا پل پل عشقِ رسولؐ میں بسر کرتے ہیں۔فکری سطح سے لے کر عملی سطح تک جن کا مقصود نبی کریمؐ ہیں اوران کی سیرت واُسوہ ہے۔

صدیوں کی مسافت سے درِ علم تک آئے
کچھ لوگ میرے آقاؐ و مولاؐ کے چنیدہ

ایک مسلسل باریابی کا عمل ہے جس سے تابش کمال گزرتے ہیں اور اپنی ''آیاتِ فکر'' کو شعر میں ڈھالتے ہیں۔ اُردو زبان میں تابش کے سوا یہ اختصاص اور ایسا اُسلوب کسی اور کے حصے میں نہیں آیا۔

؎ یہ بزمِ خاص کا کیسا عجیب منظر ہے
میں سن رہا ہوں کہ پڑھتا ہے نعت کوئی مری

؎ حضورِ شاہؐ میں تابِ سخن نہیں مجھ کو
وفورِ عالمِ گریہ ہی گُفتنی ہے وہاں

''عالمِ گریہ ہی گفتنی'' کہ باریابی کے عالم میں تابش اشکوں سے حال کہتے ہیں اور اشکوں سے حضورِ شاہؐ میں کلام کرتے ہیں۔ معرفت سے ڈھلا ہوا اندازِ بیان اور اُسلوب قرینہء حیرت زا ہے، گویا ان کی نعت کا سارا سفر ہی حیرتِ عشقِ رسولؐ کا سفر ہے۔

نئے اطراف کی سمت کشائی کرتی ہوئی تابش کمال کی نعت کی تلمیحات اور استعارے اصحابِ رسولؐ اور آلِ رسولؐ ہیں۔ ''نُورِ مبینؐ'' میں انہوں نے یہ تلمیحات بہت محبت کے ساتھ استعمال فرمائی ہیں۔

؎ پہلے حَسنینؓ کو دیکھوں تو میں پہنچوں اُنؐ تک
عشق کے اوّلیں زینے کی طرف دیکھتا ہوں

؎ آپؐ کے گرد صحابہؓ کا ہے لَو دیتا ہجوم
آپؐ کے گرد عجب کاہکشاں ہے آقاؐ

عشق کی تاثیر میں رچی ہوئی نعتیں جدید اُردو نعت کے سرمائے میں ایک حیرت انگیز اضافہ ہیں کہ تابش نے عربی، فارسی اور اُردو نعت کی روایت کا گہرا مطالعہ کیا ہے اور اس تناظر میں اپنی فکری رسائی کو اپنی نعت میں منتقل کیا ہے جس کا کینوس بہت وسیع ہے۔

تابش کمال نے اپنے اس مجموعہ میں چند غیر منقوط نعتیں شامل کر کے اس صنعت پر اپنی دسترس کا بھرپور ثبوت بھی دیا ہے۔ غیر منقوط نعت کہنا اور پھر اس میں معنی آفرینی پیدا کرنا بجائے خود ایک مشکل ترین کام ہے مگر انہوں نے یہ انتہائی مشکل ترین کام بھی تخلیقی آسانی کے ساتھ کیا ہے۔ سہولت کے ساتھ کہے گئے یہ غیر منقوط نعتیہ اشعار تابش کے 'کمالِ فن' کا احاطہ کرتے ہیں۔ اِس غیر منقوط کلام میں نہ صرف ہر شعر فکری اور فنی تقاضے مکمل طور پر پورے کر رہا ہے بلکہ اس میں تابش کمال کا عشق بھی اپنی اَوج پر نظر آتا ہے۔

وہ سِرّ عام وہ سِرّ کلام وہ ہادی
سو، لا الہ کے عکّاس اِک رسول ؐ اللہ

ہے اوّل و دائم وہی کملی کا حوالہ
سرکارِ دو عالم ؐ مرے سرکارِ دو عالم ؐ

مجموعی طور پر تابش کمال کی "نورِ مبیںؐ"، عشقِ رسول ؐ، آدابِ رسول ؐ اور جدید اُردو نعت کے نئے آفاق روشن کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اُردو نعت گوئی کی تاریخ میں اتنا خوبصورت اور متنوّع نعتیہ کلام خال خال نظر آتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اُردو نعت کی تاریخ "نورِ مبیںؐ" کے تذکرے کے بغیر مکمل نہیں ہوگی اور معاصر نعت ہی نہیں بلکہ آئندہ لکھی جانے والی نعت بھی "نورِ مبیںؐ" کے معیار پر ہی پرکھی جائے گی۔

اسد عباس خان

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**
www.darulkamal.com

حمدِیہ

خود کو لائیں ترے مَحضَر میں سَجا کر مولا
زندگی کرنے کا اُسلوب عَطا کر مولا

خَستگی میری، گُناہوں کے سبب بڑھتی گئی
پَیکرِ کُہنہ ہوں اَب مُجھ کو نَیا کر مولا

اِذن ہو گر، ترے دَربار میں حاضِر ہو جائیں
طائرِ رُوح کو اِک پَل میں اُڑا کر مولا

رُوحِ موسیٰؑ و حسینؓ میں جو محشر تھا بپا
میرے اندر بھی وہی حشر بپا کر مولا

قاصدِ مرگ مِری سمت روانہ کرنا
حاضِری کے سبھی آداب سِکھا کر مولا

تیرے دربار میں آئے تِرا بندہ تابشؔ
پھُول بِسم اللہ کے ہاتھوں میں اٹھا کر مولا

بِسم اللہ

اِبتدا ، اِنتہا ہے بِسم اللہ
نُور کا سِلسلہ ہے بِسم اللہ

رَنج و غَم کی دَوا ہے بِسم اللہ
میری حاجت رَوا ہے بِسم اللہ

ساری آیات ہی مقدّس ہیں
ان میں سَب سے سِوا ہے بِسم اللہ

عشق آغاز ہو گیا آقاؐ
میرے لب پر کِھلا ہے بِسم اللہ

ہاتھ میں ہے دُرود کی تسبیح
اِس پہ دِل سے پڑھا ہے بِسم اللہ

رُوح میں پھُول کِھل اُٹھے جیسے
جب بھی دِل نے کہا ہے بِسم اللہ

آئیں دَر پر مِرے سبھی پیارے
میں نے دِل وَا کیا ہے بِسم اللہ

کیوں نہ خُوشیوں کے گھر میں ڈیرے ہوں
میرے دَر پر لکھا ہے بِسم اللہ

وَصل کا وقت آن پہنچا ہے
ہِجر حل ہو گیا ہے بِسم اللہ

یاد کُچھ بھی نہیں ہے اس کے سِوا
میرا آموختہ ہے بِسم اللہ

آئی رَستے میں جب کوئی مُشکل
ہم نے ہنس کر کہا ہے بِسم اللہ

چُومتا ہوں میں اپنے ہاتھوں کو
اِن پہ تابِشؔ لِکھا ہے بِسم اللہ

اِلتجائیہ

دُنیا نہ مَال و زَر نہ حُکومت نَصیب ہو
شہرِ نبیؐ میں جائے سَکونت نَصیب ہو

اَے کاش کارواں سے بِچھڑ جاؤں رَاہ میں
دشتِ حجاز و نجد میں وحشت نَصیب ہو

قُربان عُمرِ خضرؑ کروں لاکھ مرتبہ
دیدارِ مُصطفیٰؐ کی جو سَاعت نَصیب ہو

دُنیا و آخرت میں رہیں اُنؐ کے ساتھ ساتھ
ہر آن دِل کو اُنؐ کی زیارت نصیب ہو

یہ تیرگی کے دائرے ٹوٹیں کسی طرح
لُطفِ نبیؐ سے نُورِ ہدایت نصیب ہو

اے کاش مجھ کو موت کی آمد سے پیشتر
دِل سے دُرود پڑھنے کی مُہلت نصیب ہو

اُمّت کی اِک مُقام پہ یکجائی دیکھ لوں
عُمرِ رواں میں ایسی سعادت نصیب ہو

لبّیک کی صدائیں ہوں چاروں طرف مِرے
آقاؐ دِلوں پہ مُجھ کو حُکومت نصیب ہو

گرچہ زِیاں نصیب ہوں، عِصیاں میں غرق ہوں
تابِشؔ کمال پھر بھی شفاعت نصیب ہو

دُعائیہ

یَا ربّ مِرے وطن کے جوَانوں کی خیر ہو
ان شہپروں کی اُونچی اُڑانوں کی خیر ہو

تا حشر خُوش گوار فَضائے چمَن رہے
کوہ و دمَن سے آتی اَذانوں کی خیر ہو

گندم کی بالیوں میں سَدا روشنی رہے
کھیتوں میں ہل چلاتے کسانوں کی خیر ہو

الہڑ جوانیوں پہ نہ میلی نظر پڑے
ہر گھر کی خیر، سارے گھرانوں کی خیر ہو

نفرت کا بیج بویا گیا ہے درونِ دِل
سینے میں دفن سارے خزانوں کی خیر ہو

گلیوں پہ ، چوکیوں پہ کرم ہو رسولؐ کا
سرحد پہ پہرا دیتی محبانوں کی خیر ہو

الحمد کی صدائیں سدا گونجتی رہیں
تابش کمال جاگتے کانوں کی خیر ہو

آئینۂ جمالِ رسولِ اُممؐ، سلام
ہر پل کہے ہے خالقِ لوح و قلم سلام

یکساں عطا ہے ہر کس و ناکس پہ ہر گھڑی
جنّت مثال شہر کے لُطف و کرم، سلام

مجھ سے فقیر پر بھی عنایت، خُدا کا شُکر
مُلکِ عرب کے والی، اَے شاہِ عجمؐ سلام

طَیبہ ترے مُقامِ مُعظّم کی خیر ہو
اَے نُورِ کردگار کے عَالی حَرم، سَلام

لکھوّں میں شاہِ خاک نَشِیں کا مُقام کیا
کرتا ہے ہاتھ باندھ کے جَاہ وحَشم سَلام

تابِشؔ کمال پڑھتے رہیں دم بہ دم دُرود
بھیجیں حُضورِ شَاہؐ میں ہم دم بہ دم سَلام

بھیجے ہے اُنؐ پہ خالقِ ہر دوسرا سلام
پڑھتے ہیں اُنؐ کے در پہ سبھی انبیاءؑ سلام

اُنؐ کے ہی در سے خیر کی خیرات چاہیے
جن کو سلامتی تے بھی آ کر کہا سلام

اَے دو جہاں کی منزلِ آخر، مرا دُرود
اَے دو جہاں کے ملجا و ماویٰ، مرا سلام

آقاؐ کی بارگاہ میں مخلوقِ دو جہاں
کرتی نہیں ہے عرض گزاری بِنا سلام

اَے حُسنِ زندگیٔ بَشر، اَے مِرے کریم
بھیجے غُلام آپؐ کو صُبح و مَسا سلام

تابِشؔ فضائے شہرِ مدینہ ہے سوگوار
بھیجا ہے کربلا کے شہیدوں نے کیا سلام

ذاتِ شاہِ اُممؐ پر دُرود و سَلام
شانِ لُطف و کرم پر دُرود و سَلام

وہ جو ہیں طُورِ دِیں ، جو ہیں نُورِ مُبیں
حشر تک جن کا کوئی بھی ثانی نہیں
سَرورِ مُحترم پر دُرود و سَلام
ذاتِ شاہِ اُممؐ پر دُرود و سَلام

اُمّتی اُمّتی کہہ کے روتی رہی
وہ جو اشکوں سے دامن بِھگوتی رہی
اُس حَسیں چَشمِ نَم پر دُرود و سَلام
ذاتِ شاہِ اُممؐ پر دُرود و سَلام

جس نے قُدرت کے گھر میں اُجالا کیا
جس نے مکّہ کا رُتبہ دوبالا کیا
اُس چراغِ حرم پر دُرود و سَلام
ذاتِ شاہِ اُممؐ پر دُرود و سَلام

جن کی مُٹّھی میں کلمہ پڑھیں سنگ بھی
جن کے دَم سے بنے نِکہت و رنگ بھی
اُنؐ کے جَاہ و حَشَم پر دُرود و سَلام
ذاتِ شاہِ اُممؐ پر دُرود و سَلام

زَخم کھا کر دُعائیں جو دیتے رہے
بےکسوں کو جو دامن میں لیتے رہے
ہادیٔ مُحترم پر دُرود و سَلام
ذاتِ شاہِ اُممؐ پر دُرود و سَلام

جِن پہ طائف میں پتّھر اُچھالے گئے
جِن کے سر سارے اِلزام ڈالے گئے
کُشتۂ رَنج و غَم پر دُرود و سَلام
ذاتِ شاہِ اُممؐ پر دُرود و سَلام

جس کو پَل میں فلک پر بلایا گیا
خلُق کا راز جس کو بتایا گیا
اُس مہِ خُوش قدم پر دُرود و سَلام
ذاتِ شاہِ اُممؐ پر دُرود و سَلام

جِن کی تابِشّ سے گھر میں اُجالا ہُوا
سِلسلہ ہے جنہوں نے سنبھالا ہُوا
اُنؐ کے فضل و کرم پر دُرود و سَلام
ذاتِ شاہِ اُممؐ پر دُرود و سَلام

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**
www.darulkamal.com

حاضری ہو مری، شام ڈھلتی رہے، نَعت چلتی رہے
زندگی اُنؐ کے سائے میں پلتی رہے، نَعت چلتی رہے

اُن کھجوروں کے پیڑوں کی محراب سے جھانکتا ہو دِیا
چاندنی اس کے چوگرد پھیلتی رہے، نَعت چلتی رہے

موتیوں جیسا پانی لگے دُھوپ میں اک جُدا رُوپ میں
میرے اندر یہ ندّی مچلتی رہے، نَعت چلتی رہے

ذِکر و اَذکار کے درمیاں ایک شَب ایسے پُوری کروں
شَمعِ جاں دِھیرے دِھیرے پگھلتی رہے، نَعت چلتی رہے

میری حسرت ہے میرا سُخن ہو تو ہو صرف اُنؐ کے لئے
اُنؐ کی مِدحت ہو اور جَاں نکلتی رہے، نَعت چلتی رہے

ہر گھڑی لب پہ گُلہائے تازہ کِھلیں آپؐ کی شَان میں
زندگی اِس ڈگر پر ہی چلتی رہے، نَعت چلتی رہے

اُنؐ کے قَدموں میں ہو زندگی یہ بَسر، حاضری سَر بہ سَر
رات ڈھل جائے اور شَمع جَلتی رہے، نَعت چلتی رہے

بزمِ کوَنین میں تابِشَ ایسا سُخن اور کس نے کیا
سَب کے اندر یہ خواہش مچلتی رہے، نَعت چلتی رہے

سَر بہ سَجدہ رہوں، ہے اِسی میں سُکوں ،نَعت کہتا رہوں
روز و شَب ایک ہی رَو میں بہتا رہوں، نَعت کہتا رہوں

آپؐ کے دَور کی روشنی سے مُنوّر کروں دہر کو
آج کی تِیرگی کا میں نوحہ کہوں ،نَعت کہتا رہوں

دِیں کے فَرماں رواؤں کے کردار پر بات ہوتی رہے
دیدۂ تَر سے بہتا رہے دِل کا خُوں ،نَعت کہتا رہوں

ایک مالا پرونے کی خَواہش میں، اِس دورِ آشوب کے
ہجر زادوں کی آنکھوں سے گوہر چُنوں، نعت کہتا رہوں

نَجُد کی وادیوں میں فلک تک مِری خاک اُڑتی رہے
سَر پہ خاکِ جُنوں، پا برہنہ چلوں، نَعت کہتا رہوں

مدحِ آقاؐ و مولاؐ کا رستہ چُنا دِل کی آواز پر
دِل کی آواز میں سَب کو شامل کروں، نَعت کہتا رہوں

داورِ حَشر سائل کے اَعمال میں اور کچُھ بھی نہیں
ایک دُھن تھی مجھے، ایک ہی تھا جُنوں، نَعت کہتا رہوں

دِیدہ ولب ہوں محوِ عبادت کچُھ اِس طور تابِشؔ کمال
گُنبدِ سَبز کو آنکھ سے چُوم لوں، نَعت کہتا رہوں

یہ دِل گدائے درِ مُصطفیٰ بنا ہوا ہے
خُدا کا شُکر ہے اِک سلسلہ بَنا ہوا ہے

دُرود ایسے ہے جیسے مُہیب جنگل میں
کوئی مہکتا ہوا رَاستہ بَنا ہوا ہے

کنارے کیوں نہ لگے اپنی کشتیٔ دل جب
وہ نامِ نامی مِرا ناخُدا بَنا ہوا ہے

سِیاہ رات کے اَندر ، تلاطُمِ شَب میں
اِک اِسمِ پاکؐ مِرا رہنُما بَنا ہوا ہے

ہَوا کے دوش پہ بھیجی ہے اِلتجَا میں نے
مِرا خَیال سَراپا دُعا بَنا ہوا ہے

اُس ایک لوح کو میں سینے لگائے رکھتا ہوں
وہ جِس پہ آپؐ کا نعلینِ پا بَنا ہوا ہے

اُسے زمانے کی ہو فکر کیا بھَلا تابِشؔ
جو قلب و جان سے سرکارؐ کا بنا ہوا ہے

ہر پَل درِ حبیبؐ کا نقشہ ہے آنکھ میں
اِک نُورِ بے پَناہ کا دریا ہے آنکھ میں

اُمّت کے حالِ زار سِوا اور کُچھ نہیں
سیلاب یہ لہو کا جو اُمڈا ہے آنکھ میں

حالت فِراقِ شاہؐ میں جلنے کی دیکھیے
آنسو بھی جیسے کوئی شرارہ ہے آنکھ میں

اِس واسطے خیال میں آتی نہیں بہشت
منظر دِیارِ نُور کا رہتا ہے آنکھ میں

چہرے کی طرح آنکھ میں زردی ہے اس لئے
سُورج حُضورؐ ہجر کا ڈُوبا ہے آنکھ میں

روضے کی جالیوں سے لپٹنا وہ بار بار
منظر دمِ وِداع کا رکھا ہے آنکھ میں

اُنؐ کے وجودِ پاکؐ سے ہستی میں تازگی
اور اُنؐ کے نام ہی سے اُجالا ہے آنکھ میں

آگے کی منزلوں میں تو وہؐ میرے ساتھ ہیں
تابِشؔ ابھی سفر کا ستارا ہے آنکھ میں

جہاں میں پھیلا ہُوا ہے مرے حُضورؐ کا نُور
ہوئے بشر کے بشر آپؐ اور نُور کا نُور

حُضورؐ آخری خُطبہ ہے آپؐ کا دائم
اُسی سے عام ہوا خیر کے شعُور کا نُور

یہ عالمین چمکتے ہیں آپؐ کے دَم سے
یہاں مُحیط ہوا آپؐ کے ظہُور کا نُور

شرابِ عشق کا نشہ عجیب نشہ ہے
چہار سمت میں پھیلا ہے اِک سرُور کا نُور

مُسافرانِ مدینہ کو غور سے دیکھو
ہر اِک جبین پہ ہے وصل کے وفُور کا نُور

میں نعت کہتے ہوئے خُود بھی جھوم اٹھتا ہوں
نمایاں ہوتا ہے تابشؔ مِری سطُور کا نُور

چشمِ بے نُور میں وہ نُور اُتارا جائے
دلِ رَنجُور میں وہ نُور اُتارا جائے

خیر و شر پیشِ نظر آئینہ ہو جائے، اگر
دِیدۂ کُور میں وہ نُور اُتارا جائے

سامری تیرا طِلسم ایک ہی چھَب میں ٹوٹے
عَصرِ مسحُور میں وہ نُور اُتارا جائے

نَفس کی موت ہے بس ایک ہی صورت ممکن
قلبِ غیّور میں وہ نُور اُتارا جائے

عرصۂ رُوح کی تقدیر بدل جائے اگر
بَیتِ معمُور میں وہ نُور اُتارا جائے

ہے زمانے کے مسائل کا فقط ایک علاج
اپنے دستُور میں وہ نُور اُتارا جائے

بُور ہستی کے شجر پر کبھی آئے تابِش
اور اِس بُور میں وہ نُور اُتارا جائے

یُونہی بہتا رہتا ہے دَھارا کرَم کا
کہیں بھی نہیں ہے کنارا کرَم کا

کہاں پُوری آتی ہے تَشبیہ اُنؐ کو
نبی پاکؐ ہیں اسِتعارہ کرَم کا

اِسی گھَر سے ہے نُصرتِ دِین و دُنیا
نہیں اور کوئی دَوارا کرَم کا

کہا میں نے یہ کون سا آستاں ہے
کوئی آسماں سے پُکارا کرم کا

میں نعلین میں اور ہونٹوں پہ مِدحت
ابھی اَوج پر ہے ستارہ کرم کا

دُرود و سَلام ہم مُدام اُن پہ بھیجیں
گھَرانہ ہے سارے کا سارا کرم کا

کبھی رَابطہ ٹُوٹتا ہی نہیں ہے
عجب سلسلہ ہے ہمارا، کرم کا

شہِ دو جہاں اپنے شَافع ہیں تابِشؔ
ہمیں ہے سراسر سہارا کرم کا

اَے مرے مرکزِ انوارِ جہاں، ایک نَظر
اَے مرے واقفِ اسرارِ جہاں، ایک نَظر

مقصدِ زیست سے غافل ہی نہ کر ڈالیں کہیں
سیّدی مُجھ کو یہ ادبارِ جہاں، ایک نَظر

یاں بھی ہوتا ہے شَب و روز نَحُوست کا سَماں
یاں بھی رہتے ہیں گرفتارِ جہاں، ایک نَظر

بارِ عصیاں سے بدن ٹُوٹ رہا ہو جیسے
دِل شکستوں پہ ہو معمارِ جہاں ایک نظر

بے مُہار اُونٹوں کی تمثال ہے اُمّت اب تو
ہو اِدھر قافلہ سالارِ جہاں ایک نَظر

دِل سرا مرکزِ اَندوہ و فُغاں ہے آقاؐ
اِس طرف بھی مِرے دلدارِ جہاں ایک نَظر

غمِ دنیا ہے کہ ناسُور ہے تابِشؔ دِل کا
میرے آقاؐ سُوئے بیمارِ جہاں ایک نظر

اے مِرے دِل کے سکُوں، اے مِرے انوارِ جہاں
آپؐ کے نام سے آغاز کروں کارِ جہاں

دُور ہو جائے گناہوں کا یہ ناسُور، اگر
اِک نظر ہو مِرے آقاؐ سُوئے بیمارِ جہاں

ثانیہ بھر بھی دُرود اُنؐ پہ معطّل نہ کریں
رُک نہ جائے کہیں پَل بھر میں یہ رفتارِ جہاں

میرے آقاؐ، میرے مولاؐ، میرے طیبہ والے
میری طاقت سے زیادہ ہے یہ پیکارِ جہاں

مرتبہ آپؐ کا ہوتا ہے وہاں سے آغاز
ختم ہو جائیں جہاں پر سبھی افکارِ جہاں

پھر سے تخریب کو تعمیر کا زیور ہو عطا
میرے سرکارِ جہاں، آپؐ ہیں معمارِ جہاں

آپؐ کا ذکر زمانے میں رہے گا تابشؔ
جب تلک ہستی میں باقی ہیں یہ آثارِ جہاں

آنکھوں میں گھومتے ہیں درخشندہ نقشِ پا
آتے ہوئے دنوں کے نُمائندہ نقشِ پا

ہے خاکِ آستانۂ عالی کی تابناک
کوئے مدینہ اور مِرے شرمندہ نقشِ پا

اِن سے لپٹ کے میری کہانی تمام ہو
دیکھے ہیں میں نے اصل میں وہ زندہ نقشِ پا

ہر دور، ہر زمانے پہ ہے مُہر آپؐ کی
صد شکر ہیں نَصیب میں تابِندہ نقشِ پا

تصویرِ دو جہاں کی نگاہوں میں ثبت ہے
آنکھوں سے جو لگائے ہیں پائندہ نقشِ پا

اِس واسطے میں اِن سے جُدا ہو نہیں رہا
رستہ مجھے دکھائیں گے آئندہ نقشِ پا

تابشؔ میں ناز کیوں نہ کروں اپنے آپ پر
میرے لبوں نے چُومے ہیں وہ زندہ نقشِ پا

اے دِلا! روشنی کا یقیں آپؐ ہیں
میرے سرکارؐ، نُورِ مُبیں آپؐ ہیں

یا نبیؐ آپؐ ہیں خاتم الانبیاء
یا نبیؐ خاتم المرسلیں آپؐ ہیں

ذاتِ واحد ہے ہر شاہ رگ سے قرِیں
ذاتِ واحد کے سب سے قرِیں آپؐ ہیں

میرے دِل میں نہیں کوئی بھی دُوسرا
سیّدیؐ اِس مکاں کے مکیں آپؐ ہیں

دُشمنِ دیں بھی شاہد ہیں اِس بات کے
آپؐ صادق ہیں آقاؐ، اَمیں آپؐ ہیں

آپؐ ہی سے ہے مخصوص یہ مُعجزہ
فرش سے تا بہ عرشِ بریں آپؐ ہیں

بابِ مذہب میں تابشؔ کا ایمان ہے
آپؐ سے دِین ہے، میرا دِیں آپؐ ہیں

محروم نہیں لوٹا کوئی آپؐ کے در سے
ہر ایک نوازا گیا سرکار کے گھر سے

مٹی کو بھی جو کیمیا کر دیں وہ نگاہیں
سائل کو عطا کرتے ہیں آپؐ ایک نظر سے

آنکھیں ہوں مری اِسمِ مبارک سے فروزاں
رحمت کی گھٹا کھُل کے ذرا قلب پہ برسے

دُنیا میں وہی ایک سہارا ہیں ہمارا
لو ہم نے لگائی ہے فقط ایک ہی در سے

دریائے مدینہ سے ملے خیر خزانے
جھولی مِری لب ریز رہی لعل و گُہر سے

بِن مانگے عطا ہو گئی ہر نعمتِ عظمیٰ
پرواز کو جیسے نکل آئیں کہیں پَر سے

اِس بات پہ افسوس و ندامت ہے ابھی تک
کیوں لوٹ کے گھر آیا ہوں طیبہ کے سفر سے

تابِشؔ ہیں وہی دہر میں اِک آسرا اپنا
صد شُکر گدا گر کسی شے کو نہیں ترسے

ہزار شُکر کہ ہیں نسبتیں مدینے سے
میں فیض یاب ہوا ہوں اِسی خزینے سے

عطا ہوا ہے اِسی در سے مُجھ کو اِذنِ سُخن
حُضورؐ نے ہی نوازا مجھے قرینے سے

وہ خوشبوئیں ہی ہمیں آپؐ کا پتہ دیتیں
جو پھُوٹتی تھیں حُضورؐ آپؐ کے پسینے سے

بس ایک یاد حیات آفریں ہوئی ورنہ
ہم ایک روز تو اکتا گئے تھے جینے سے

بھنور کے خوف سے آزاد ہو گیا ہوں میں
بندھی ہوئی ہیں دُعائیں مرے سفینے سے

درِ حضورؐ کی یادیں ہیں تازہ تر تابش
لگا رکھا ہے جنہیں میں نے اپنے سینے سے

طُلوعِ شمسِ رِسالتؐ سے قصر ہلنے لگے
ظَہورِ ختمِ نبوّت سے قصر ہلنے لگے

جہان بھر میں صلوٰۃ و سلام کا غُل تھا
دُرودِ پاک کی ہیبت سے قَصر ہلنے لگے

ہَراس و خوف سے لرزاں تھے قیصر و کسریٰ
شکوہِ مہرِ حقیقت سے قَصر ہلنے لگے

خُدا کی شان کہ سجدے میں گر گئے کنگرے
حضورِ آپؐ کی سطوت سے قصر ہلنے لگے

قدیم رسم و روایت کے بُت گرے، ٹوٹے
قدیم عہد میں جدّت سے قصر ہلنے لگے

حبش میں، فارس و روما میں ایک ہلچل تھی
جدید عہدِ حکومت سے قصر ہلنے لگے

نہی و امر کی تقسیم ہو گئی واضح
ظہورِ حرفِ ہدایت سے قصر ہلنے لگے

عجیب حال میں آتش پرست تھے اُس دن
نُمودِ صبحِ رسالتؐ سے قصر ہلنے لگے

جہان بھر کے صنم منہ کے بل گرے تابش
نبیؐ کے نعرۂ وحدت سے قصر ہلنے لگے

گُل ہائے رنگ رنگ محمدؐ کے دِین کے
سرسبز ہیں مدینے میں پودے یقین کے

ریتی پہ بُور آ گیا آمد پہ آپؐ کی
جاگے نَصیب شور زدہ سرزمین کے

وہ آپؐ کی نماز، رکوع و سجود میں
کوئی نیاز دیکھے دمکتی جبین کے

آپؐ آئے نُور آ گیا دیوار و در کے بیچ
روشن ہوئے چراغ بھی نُورِ مبین کے

روزہ ، نماز ، حج و زکوٰۃ ایک ہو گئے
مینار اُٹھ کھڑے ہوئے دینِ متین کے

اِک اور نعت اُنؐ کی عنایت سے ہو گئی
احسان کتنے ہیں ختم المرسلینؐ کے

صد شکر ہم غلام ہیں، ابنِ غلام ہیں
تابشؔ کمال رحمت اللعالمینؐ کے

کس میں ہے بھلا تاب لکھے تیرا قصیدہ
یہ کام تو لیتا ہے دو عالم کا جریدہ

اللہ کے بعد آپؐ کی ہی ذات ہے آقاؐ
قرآں کے مُطابق ہے یہی میرا عقیدہ

اِس طور سے اسرار کھُلے عشقِ نبیؐ میں
اِک جیسا نظر آتا ہے نادیدہ و دیدہ

اِک بار خُدا اور بھی لے جائے مدینے
پھر در سے نہیں جاؤں گا میں دُرد رسیدہ

صَدیوں کی مسافت سے درِ علم تک آئے
کچھ لوگ مِرے آقاؑ و مولاؑ کے چُنیدہ

اِک قوسِ قزح کھِل گئی اُس چشمِ کرم سے
ورنہ تو ہُوَیدا تھا مِرا رنگِ پَریدہ

تابِشؔ کی خبر لیجے مِرے آقاؑ و مولاؑ
صحرا میں نہ کھو جائے گریبان دَریدہ

خواہشیں ہیں کہ یہ اسبابِ زِیاں ہے آقاؐ
قافلہ زِیست کا بے سَمت رَواں ہے آقاؐ

آپؐ کے گرد صحابہؓ کا ہے لَو دیتا ہجوم
آپؐ کے گرد عجَب کاہکشاں ہے آقاؐ

مجُھ گنہگار کو دیں اپنی رَفاقت کا شَرَف
گنُبدِ سبز کے نیچے ہی اماں ہے آقاؐ

اِک سے اِک بڑھ کے مصیبت کے نشانے پر ہوں
قلبِ مُضطَر ہے کہ یہ غم کا جہاں ہے آقاؐ

جِس کنارے پہ ہے آشوبِ زمانہ ہر دَم
اُس کنارے پہ مِرا خستہ مکاں ہے آقاؐ

پھر اُداسی نے مجھے گھیر لیا ہے تابشؔ
راحتِ دِل جِسے کہتے ہیں کہاں ہے آقاؐ

جہاں میں مجھ کو جہاں خوفِ تیرگی ہے، وہاں
چراغِ اسمِ محمدؐ سے روشنی ہے وہاں

درِ حضورؐ پہ اِک آپ ہی نہیں صاحب
تمام خلقِ الٰہی جھکی ہوئی ہے وہاں

صبا! طبیب اُدھر اور مریضِ ہجر اِدھر
مجھے مدینے لیے چل کہ زندگی ہے وہاں

یونہی نہیں ہے تمنّائے خاکِ شہرِ نبیؐ
نِگاہ نقشِ مُحمّدؐ کو ڈھونڈتی ہے وہاں

حضورِ شاہؐ میں تابِ سُخن کہاں مُجھ کو
وفُورِ عالمِ گریہ ہی گُفتنی ہے وہاں

کوئی فقیر ہو یا بادشاہ ، اُس در پر
سبھی کا رنگ بہرحال دیدنی ہے وہاں

عجیب عالمِ فرحت ہے بزمِ آقاؐ میں
ہزار شُکر کہ اپنی بھی حاضِری ہے وہاں

صَدا بلالؓ کی تابِشؔ کمال ہر لمحہ
دلِ شِکستہ و مُضطَر کو کھینچتی ہے وہاں

چشمِ جہاں میں روشنی آپؐ کے دَم قدم سے ہے
کُن فیکوں کا فیض بھی آپؐ کے دَم قدم سے ہے

سارے مکان و لامکاں ، رونقِ بزمِ دو جہاں
آپؐ کے دم قدم سے تھی ،آپؐ کے دَم قدم سے ہے

دستِ ستم شعار میں اور حصارِ نار میں
زِیست جو اَب نہیں رہی ، آپؐ کے دَم قدم سے ہے

ہر اک قدم پہ روگ تھے، مُردہ ضمیر لوگ تھے
زندہ ہیں گر تو زندگی آپؐ کے دَم قدم سے ہے

میرے شکستہ دِل کا چین، عشقِ حسنؓ غمِ حُسینؓ
لُطفِ رسولِ ہاشمیؐ، آپؐ کے دَم قدم سے ہے

نعتِ رسولؐ کا ثمر اور مجھ ایسا بے ہُنر
آپؐ کے ہاں یہ حاضری آپؐ کے دَم قدم سے ہے

آپؐ مدینۃ الحِکم آپؐ ہی شہرِ علم ہیں
فہم و شعُور و آگہی آپؐ کے دَم قدم سے ہے

رونقِ کائنات سب، تابِشؔ حضورؐ کے سبب
یہ رنگ و نُور و تازگی، آپؐ کے دَم قدم سے ہے

وہ میرے حال، مِرے روز و شَب سے واقف ہیں
مِرے سوال سے، حُسنِ طلب سے واقف ہیں

ضیائے گنبدِ خضریٰ سِوا نہ سنبھلے گا
دلِ شکستہ پہ لکھی طلب سے واقف ہیں

مجھ ایسے شخص کو توفیقِ نعت کا ہونا
یہی دلیل ہے مِدحت کے ڈھب سے واقف ہیں

میں ان کا چال چَلن دیکھ دیکھ سوچتا ہوں
عرب کے لوگ بھی شاہِ عربؐ سے واقف ہیں؟

سَلام باعثِ ایجادِ بزمِ کون و مکاں
ہم اس جہان سے تیرے سبب سے واقف ہیں

مِرے ظہور سے پہلے کی بات ہے تابشؔ
مِرے نبیؐ میرے نام و نَسَب سے واقف ہیں

تا حشر زمانے میں اُجالا ہے نبیؐ سے
ہر دِیدۂ روشن کو علاقہ ہے نبیؐ سے

صد شُکر کہ ہم آپؐ کی اُمّت میں ہیں شامل
صد شُکر کہ ہم ایسوں کا رشتہ ہے نبیؐ سے

جب تک میں جیوں گا درِ عصمت پہ رہوں گا
مولا! ترے اِس عَبد کا وعدہ ہے نبیؐ سے

ہیں دِین کے اَنوار کا وہ مرکز و محور
آوازۂ حق ، حُرمتِ کعبہ ہے نبیؐ سے

اُنؐ کی ہی شفاعت ہے جو عُقبیٰ میں ملے گی
دنیا میں جو رُتبہ ہے وہ رُتبہ ہے نبیؐ سے

ہو اپنے غلاموں کو عطا عشق خزانہ
تابِشؔ یہ فقیروں کی تمنّا ہے نبیؐ سے

حصارِ نُورِ رِسالتؐ میں لائیے خود کو
بلالؓ و بوذرؓ و سلماںؓ بنائیے خود کو

قلمروِ دِل و دنیا اگر بسانا ہے
جہانِ تیرہ سے ہجرت سکھائیے خود کو

رہے نہ شہرِ دِل و جاں کی راکھ تک باقی
نبیؐ کے ہجر میں ایسا جلائیے خود کو

ہوائے نفرت و نفریں کا رَد ضروری ہے
فَضائے شہرِ محبت میں لائیے خود کو

نئے سِرے سے حُنین و اُحد کا مَعرِکہ ہے
سِنان و تیر و تبر سے سجائیے خود کو

شُنید آمدِ ختمِ رُسُل ہے طیبہ میں
شہِ حجاز کی رِہ میں بچھائیے خود کو

وِصالِ دائمی درکار ہے اگر تابِشؔ
تو خاکِ شہرِ نبی میں ملائیے خود کو

کب حُجرۂ شاہی کی سکونت سے ملے ہے
جو چین ترےؐ دشت کی وحشت سے ملے ہے

مُختارِ دو عالمؐ کے دَروبام پہ قُرباں
جو کچھ بھی ملے ہے درِ عصمت سے ملے ہے

جنّت مجھے اعمال کے بدلے میں نہ دینا
فِردوس مجھے اُنؐ کی شفاعت سے ملے ہے

رہوارِ پیمبرؐ کی عِناں تھام سکوں میں
یہ منصبِ عالی بھی تو قسمت سے ملے ہے

ہر عہد کے طاغوت کی پامالی کا جذبہ
کمزوروں کو آقاؑ! تری عترت سے ملے ہے

اَللّٰہ کو پہچان لو مولاؑ کے وسیلے
توحید بھی دربارِ رسالتؐ سے ملے ہے

اِس بات پہ صد شکر بجا لاتا ہوں تابشؔ
راحت جو مجھے شہؑ کی زیارت سے ملے ہے

خیالِ مدحتِ سرور سے قُفل ٹوٹتے ہیں
یہ فیضِ نعتِ مُقدّس ہے دِل جو بولتے ہیں

نبیؐ کے ہجر میں دونوں سے خُوں ٹپکتا ہے
دِل و نگاہ کے حالات اب کے ایک سے ہیں

حُضورؐ مجُھ کو بھی زادِ سفر مہیا ہو
حُضورؐ زِیست کے اَسباب لٹتے جاتے ہیں

مُقامِ سَیّدِ عالیؒ کی کیا خبر اُس کو
وہ جس نگاہ میں سَب خار و گُل اکٹھے ہیں

چراغِ حُجرۂ توحید سے اُجالا ہے
اُنہیؒ کے نام سے ہر سُو چراغ جلتے ہیں

میں جب بھی آپؒ کے اَوصاف لکھنے بیٹھتا ہوں
قلَم دوات میں اَنوار اُترنے لگتے ہیں

نبیؐ کے شہر میں مرنے کا خواب دیکھا تھا
اِسی امید پہ تابِش کمَال جیتے ہیں

شرفِ نعت کو بخشش کی سند جانتے ہیں
تلخیٔ روزِ قیامت کا یہ رَد جانتے ہیں

اُن ﷺ کی اولاد کے دشمن کو بھی فاسق جانا
اُن ﷺ کے اَصحابؓ کے دشمن کو بھی بد جانتے ہیں

لَذّتِ موت ہے گر اُن ﷺ کی حضوری میں مریں
مرکزِ شوقِ زیارت ہے لحَد، جانتے ہیں

آنکھ کے ساتھ صَداؤں کو بھی نیچا رکھا
آپؐ کے شہر میں گویائی کی حد جانتے ہیں

پھر تو ہر نام کو اُس نامؐ سے کمتر جانا
جب سے اُس اِسمِ مُقدّسؐ کے عدد جانتے ہیں

سروِ خُوش قامتِ توحید سے وابستہ ہوئے
روزِ اوّل سے ہی تعبیرِ اَبد جانتے ہیں

حال سرکارؐ سے مخفی تو نہیں ہے تابِشؔ
کس کی کس موڑ پہ کرنی ہے مدد، جانتے ہیں

دستِ طلب دراز ہو کیسے کسی کے سامنے
دہر کے بادشاہ کیا میرے نبیؐ کے سامنے

تِیرہ شبی کے عہد میں کیسے ہو روشنی بھلا
عزمِ رسولِ پاکؐ ہو اِس بے حسی کے سامنے

آپؐ وہ آئینہ حضورؐ جس میں سبھی دکھائی دیں
رنگِ گدا و شاہ کیا شیشہ گری کے سامنے

آلِ نبیؐ کے درد میں چَشمِ فرات نم ہوئی
لات ومنات گر پڑے تِشنہ لبی کے سامنے

بامِ سَحر ، نہیں نہیں ، خَندۂ گُل ، نہیں نہیں
اِن کی شگفتگی ہے کیا، اُنؐ کی ہنسی کے سامنے

رونقِ بزمِ کائنات تابِشؔ اُنہیؐ کے دم سے ہے
کوئی خفی کہاں رہے اِسمِ جَلی کے سامنے

فروغِ خیر و اُخُوّت کا درس لینا ہے
نبیؐ سے نُورِ ہدایت کا دَرس لینا ہے

بلالؓ و بوذرؓ و سلماںؓ سے کام ہے آقاؐ
سِتم رسیدہ کو ہِمّت کا دَرس لینا ہے

سِناں کی نوک پہ قُرآں زُباں سے جاری ہو
نبیؐ کے گھر سے تلاوت کا دَرس لینا ہے

مُقابلہ سرِ میدانِ بدر دیکھے ، اگر
کسی ضَعیف نے جرأت کا دَرس لینا ہے

لوائے سِبطِ پیمبرؐ کے سائے میں آئے
جسے بھی شوقِ شہادت کا دَرس لینا ہے

نبیؐ کا آخری خطبہ سُنائیے پھر سے
مجھے بھی آج اِمامت کا دَرس لینا ہے

خُدا کے بعد ہے آس اور اُمید آپؐ کی ذات
سو آپؐ ہی سے محبّت کا دَرس لینا ہے

حِرا و ثَور میں کچھ دیر بیٹھ کر تابِشؔ
جہانِ ظلم سے ہجرت کا دَرس لینا ہے

خُدایا روضۂ اَنور پہ حاضری ہو جائے
یہ کشتِ جانِ حزیں پھر ہَری بھَری ہو جائے

زیارتِ شہہِ والاؐ تلک ہی زندہ رہوں
پھر اُس کے بعد اگر ختم زندگی ہو جائے

بس ایک بار مدینے سے ہو کے آ جاؤں
قَبائے زِیست یقیناً مِری نئی ہو جائے

بہت ہے نعمتِ عشقِ نبیؐ ہی میرے لئے
مِری بلا سے اگر عمر میں کمی ہو جائے

سِوائے لُطفِ نبیؐ نعت کیسے ممکن ہے
فنِ سُخن میں اگرچہ کوئی دَھنی ہو جائے

حُضورؐ ایک نظر دیکھ لیں تبسّم سے
خزاں رُتوں کی بہاروں پہ برتری ہو جائے

لَرزتے لَب سے میں تابشؔ کمال 'میم' کہوں
چہار سَمت اندھیرے میں روشنی ہو جائے

ہَوائے طیبہ سے دِل کا چمن سَجایا گیا
حِجازِ قلبِ شِکستہ کو یوں بسایا گیا

نبیؐ کے حکم سے ظُلمت کی جڑ اُکھاڑی گئی
جہاں میں نُور کے حق میں علم اُٹھایا گیا

بشر کو جہل سَرا سے نکالنے کے لئے
جہالتوں میں مُقدّس دِیا جلایا گیا

زبانِ سیّدِ عالیؑ کو منتخب کر کے
پیامِ رفعتِ اِنسانیت سُنایا گیا

وہ جس زمین پہ ظُلمت کا بول بالا تھا
اُسی کو محورِ انوارِ حَق بنایا گیا

امام آپؐ ہیں اور میں نمازیوں میں ہوں
یہ خواب، رات مجھے بارہا دکھایا گیا

عجب کریم ہیں تابشؔ کمال کے آقاؐ
ہر ایک دشمنِ جاں کو گلے لگایا گیا

اِمکان کا وَفُور دیا ہے حُضورؐ نے
انسان کو شعُور دیا ہے حُضورؐ نے

عزّت کے ساتھ دہر خرابے میں جی سکوں
اتنا مجھے ضُرور دیا ہے حُضورؐ نے

وہ وصل کی گلاب بھری ساعتیں نہ پوچھ
اَلحَمد کا سُرور دیا ہے حُضورؐ نے

یہ فقر و عاجزی ہے متاعِ رسولِ پاکؐ
یہ فخر، یہ غرور دیا ہے حضورؐ نے

دستِ سوال غیر کے آگے ہو کیوں دراز
مجھ کو دلِ غیور دیا ہے حضورؐ نے

اُڑتا ہوں دِل کے ساتھ شبِ ماہتاب میں
احساسِ نُور نُور دیا ہے حضورؐ نے

تابشؔ یونہی نہیں ہے یہ بالیدگی مری
میرے شجر کو بُور دیا ہے حضورؐ نے

مُرقّعِ خَطا ہوتے ہوئے بھی
میں زندہ ہوں فَنا ہوتے ہوئے بھی

کسی بھی اور جانب دیکھیے کیوں
نگاہِ مُصطفیٰ ہوتے ہوئے بھی

رِدائے سبز کے سائے میں رکھّا
مدینے سے جُدا ہوتے ہوئے بھی

زمانہ راہ گم کردہ ہے کیوں کر
اُنؐ ایسا رہنما ہوتے ہوئے بھی

یہ اُمّت کس طرف محوِ سفر ہے
درِ خیر الوریٰ ہوتے ہوئے بھی

بھلا منّت کشِ دُنیا رہے کیوں
یہ تابشؔ آپؐ کا ہوتے ہوئے بھی

آنکھوں میں لئے خواب مدینہ کے میں کب سے
قُربت کی دُعا مانگتا ہوں شاہِ عرب ﷺ سے

جِس جِس کو حضور آپ ﷺ کی نسبت ہوئی حاصل
ہر ایک سے ہے پیار، محبّت مجھے سَب سے

ہر آن رہے دِل میں بہاروں کا زمانہ
ہر آن جھڑیں پھُول نئی نعت کے، لب سے

آ جائے پھر اے کاش غُلاموں کو بلاوا
نمناک نگاہوں سے ہوں سَب پیش ادب سے

کیا جانے انہیں صبر و قرار آتا ہے کیسے
جو لوگ پلٹ آتے ہیں اُس شہرِ طرب سے

میں اُنؐ کے غلاموں میں ہوں یہ ناز بہت ہے
واقف ہیں سبھی لوگ مِرے نام و نسب سے

حسانؓ مجھے دیکھتے ہیں پیار سے تابِشؔ
میں نعت سرا ہوتا ہوں اک اور ہی ڈھب سے

اَبرِ رحمت کے خزینے کی طرف دیکھتا ہوں
دِل دُکھی ہو تو مدینے کی طرف دیکھتا ہوں

آنکھ اُٹھتی ہے کہاں آپؐ کے پیکر کی طرف
خواب میں اُنؐ کے پسینے کی طرف دیکھتا ہوں

پہلے حسنینؓ کو دیکھوں تو میں پہنچوں اُنؐ تک
عشق کے اوّلیں زینے کی طرف دیکھتا ہوں

وقت ٹھہرا ہے نگاہوں میں حرا کا اب تک
اُس صدی، سال، مہینے کی طرف دیکھتا ہوں

ذکرِ احمدؐ سے فروزاں ہے یہ دِل کی بستی
نام لیتا ہوں تو سینے کی طرف دیکھتا ہوں

یہ وطیرہ ہے کوئی کام بھی آغاز کروں
پہلے آقاؐ کے قرینے کی طرف دیکھتا ہوں

خَواہشِ اِذنِ حُضوری ہے اِسی میں تابِشؔ
نَم نگاہوں سے سَفینے کی طرف دیکھتا ہوں

درِ حضورؐ سے گر اِذنِ حاضری مل جائے
ہمارے مرتے ہوئے دل کو زندگی مل جائے

کوئی دِیا نہیں روشن سوائے مہرِ منیرؐ
فقیر کاسہ لیے ہیں جو روشنی مل جائے

اُنہیںؐ سلام روانہ کروں، میں حال کہوں
مسافرانِ مدینہ سے گر کوئی مل جائے

میں ایسے خواب سے باہر نکل نہ پاؤں کبھی
جو دِید چہرۂ اقدس ﷺ کی دو گھڑی مل جائے

کہاں نصیب کہ باغِ حضور ﷺ میں بیٹھیں
یہ کم ہے خیمۂ صحرا میں بُوذری مل جائے

حضور ﷺ کر دیں اگر رَد تو دو جہاں برباد
حضور ﷺ چاہیں تو اُمّت کو بہتری مل جائے

درِ حضور ﷺ سے تابشؔ میں یوں تھا لپٹا ہوا
کہ جیسے تتلی کو تازہ کِھلی کلی مل جائے

جہالتوں کی وادیوں سے یا نبیؐ نکالیے
رُخوں کو پھر سے نُورِ بے مثال سے اُجالیے

چہار سُو یزیدیوں کی فوج پر عُروج ہے
نکل رہا ہے دن مگر پیامِ کربلا لیے

اُخوتوں کے پیرہن سیاستوں کی نذر ہیں
کہ آستیں میں دوستوں نے نیچے چھُپا لیے

جہاں مفاد تھا وہاں لباسِ دِیں اُتر گیا
صراطِ مصطفیٰ ؐ سے ہٹ کے راستے بنا لیے

زمیں سے تا بہ عَرش رحمتوں کے سلسلے سبھی
ہیں منتظر کوئی ہو دِل میں عشقِ مصطفیٰ ؐ لیے

دِیارِ پاک میں بھے لوحِ دِل پہ ثبت نقشِ پا
کمؔال وقتِ عصر موتی آنکھ میں سجا لیے

اِک صَلِّ عَلیٰ وردِ زباں شام و سحر ہے
اُس رُخ کی تلاوت ہی مرے پیشِ نظر ہے

کب نخلِ تمنّا پہ ثمر آئے گا مولاؐ!
کب اپنے مقدّر میں مدینے کا سفر ہے

دیدار سے پہلے ہی نہ مرجاؤں کہیں میں
اِس بات سوا اور کہاں موت کا ڈر ہے

ہر گام یہی سوچ رواں رکھتی ہے مُجھ کو
جس حال میں بھی ہوں مِرے آقاؐ کو خبر ہے

مُدّت سے خیالات میں ہے شہرِ مدینہ
مُدّت سے مِری گُنبدِ خضریٰ پہ نظر ہے

سلمانؓ و ابوذرؓ ہی سے یہ پوچھنا ہو گا
توحید کے اِس پیڑ کا کیا خُوب ثمر ہے

بوصیریؒ و جامیؒ کا ہی منصب ہے یہ تابِشؔ
کب مجُھ کو ثنا خوانیٔ آقاؐ کا ہُنر ہے

گُنبدِ سبز ترے ذِکر کی تابانی سے
پھُوٹنے لگتا ہے اِک نُور سا پیشانی سے

آپؐ کے سایۂ شفقت میں اماں چاہتا ہوں
تنگ آیا ہوں میں دُنیا کی پریشانی سے

خُونِ دِل ، خُونِ جگر ، زخمِ گُلو لازم ہے
نعت لکھّی نہیں جاتی کوئی آسانی سے

آپؐ کے دامنِ رحمت سے لگا بیٹھا ہوں
سر جُھکائے ہوئے عِصیاں کی پشیمانی سے

عشقِ احمدؐ کا فروغ ایک ہی صُورت ممکن
حیدرؓی فقر سے اور ہجرتِ سلمانؓی سے

ایک دُنیا نے تمدّن کے طریقے سیکھے
بُوذرِ چاک ردا نامی بیابانی سے

نعت میں کون سا مضموں نہیں برتا تابشؔ
رہ نکالی ہے نئی اپنی خُوش اَمکانی سے

واقفِ حال فقیروں کے ہیں سرکارؐ مرے
بے نواؤں کے خبر گیر ہیں سردارؐ مرے

یہ محبّت کا سَفینہ ہے، چلا جاتا ہے
لوگ کچھ اور بھی آباد ہیں اُس پار مرے

آپؐ کے نام کی برکت سے خزاؤں میں بھی
کیسے شاداب ہیں دیکھو تو یہ گلزار مرے

نَعت کے پھُول کِھلاتا ہوں تو یہ سوچتا ہوں
عرصۂ حَشر میں کام آئیں گے اَشعار مِرے

یہ سہولت کی گھڑی آپؐ کے صدقے سے ملی
ورنہ کچُھ روز قیامت کے تھے دُشوار مِرے

نامِ نامی مِرے ہونٹوں پہ جو آئے تابِشؔ
جھُوم اُٹھتے ہیں خُوشی سے دَر و دیوار مِرے

ہم کو کافی ہیں رسولؐ اللہ دلاسے آپؐ کے
سامنے رکھتے ہیں ہم سب اپنے کاسے آپؐ کے

نُور برکھا دو جہانوں کو منوّر کر گئی
پاؤں باہر جُوں ہی نکلے تھے حِرا سے آپؐ کے

کیوں رہے محروم اُنؐ کے فیض سے کوئی بھلا
نُور کے ڈھالے ہوئے ہیں چاروں پاسے آپؐ کے

ہو گئے قُربان لیکن دِیں کو زندہ کر گئے
آپؐ کی سُنّت پہ تھے دونوں نواسے آپؐ کے

کربلا میں کیا عجب منظر نُمو پانے لگا
آپؐ کی دُھن میں چلے جاتے تھے پیاسے آپؐ کے

خاکِ طیبہ ہی نہیں روشن ہوئی تابِشؔ کمال
جگمگائے آسماں بھی نقشِ پا سے آپؐ کے

مانگتا ہوں فقط روشنی یا نبیؐ
ہو فروزاں مِری زندگی یا نبیؐ

آپؐ کے دَر پہ پہنچوں تو آواز دوں
سیّدیؐ، مرشدیؐ ، یا نبیؐ ، یا نبیؐ

اور درکار کوئی سہارا نہیں
میرے رہبر ہیں بس آپؐ ہی یا نبیؐ

آپؐ کا ذکر آیا تو آئی بہار
آ گئی باغ میں تازگی یا نبیؐ

اپنے جیون کا یہ سلسلہ آپؐ سے
زندگی یا نبیؐ ، بندگی یا نبیؐ

کیوں میں دلگیر ہوں، فکرِ فردا کروں
آپؐ سے آس ہے دائمی یا نبیؐ

اپنا مقصود ہے اِک رضائے خُدا
دوسرا آپؐ ہی کی خوشی یا نبیؐ

میرا کاسہ بھلا کیسے خالی رہے
آپؐ ہیں دو جہاں کے سخی یا نبیؐ

نخلِ دل پر کِھلے اِک دلاسے کا پھُول
بڑھ رہی ہے مِری بے کلی یا نبیؐ

باگ قصویٰ کی ہاتھوں میں لے کر چلوں
لوٹ آئے اگر وہ گھڑی یا نبیؐ

ایک چشمِ کرم ہو مرے دیس پر
سَب کی جانِب سے ہوں مُلتجی یا نبیؐ

آپؐ کا فیض ہے ورنہ تابِش کمال
کیا مِری ذات، کیا شاعری یا نبیؐ

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**
www.darulkamal.com

ہجرِ پیہم سے مِری جاں پہ بنی ہے آقاؐ
اشک پلکوں پہ ہیں اور آنکھ بھری ہے آقاؐ

ایک دُنیا ابھی لوٹی ہے مُرادیں پا کر
ایک دُنیا درِ اقدس پہ کھڑی ہے آقاؐ

آپؐ کی ذات ہے قرآں کی مجسّم صورت
آپؐ کی بات ہے سو بات کھری ہے آقاؐ

اِک ذرا چہرۂ ضَوریز ہماری جانب
دیوِظلمت سے ہر اِک جان ڈری ہے آقاؐ

وہ مصائب ہیں کہ ہر ایک پریشاں ہے یہاں
ساری اُمّت پہ قیامت کی گھڑی ہے آقاؐ

رات پھر خواب میں تابِشؔ کے مُقدّر جاگے
رات پھر خواب میں اِک نعت کہی ہے آقاؐ

ظلمتیں چھٹنے لگیں ظلم کے ایوانوں سے
عشقِ شمع کو ہوا آپؐ کے پروانوں سے

کس نے آباد کیا ہے یہ خرابہ اے دل!
کس نے منسُوب کیا دہر کو انسانوں سے

کس میں ہِمّت تھی کہ وہ نُور کے آگے آئے
بزمِ انسان سبھی آپؐ کے دیوانوں سے

قریۂ پاک میں قدموں سے کوئی دُور نہ تھا
دَست بَستہ رہا میں آپؐ کے دَربانوں سے

کس نے نُکتے سے نیا نُکتہ نکالا ہر بار
مُعجزہ ایسا ہوا اُنؐ کے ثَنا خوانوں سے

مُجھ میں حکمت ہے جو تابِش تو اسی بات سے ہے
استفادہ جو کیا آپؐ کے فرمانوں سے

یہ جو ہجرت ہے اِسے خیر سے سر کیسے کریں
مُستقل سوچ میں ہیں حَبش کو گھر کیسے کریں

شہرِ طیبہ میں سکونت کی اجازت آقاؐ
زندگی ہجر کے صحرا میں بسر کیسے کریں

موت سے قبل مدینے کا سَفر لازم ہے
بے زیارت کیے دُنیا سے سفر کیسے کریں

یہ طریقہ تو نبی پاکؐ نے بتلایا ہے
کوہ اور دشت میں پتھر کو گہر کیسے کریں

نعت لکھنے کا سلیقہ تو عطا ہے اُنؐ کی
شوق رکھتے ہیں مگر اُس کو ہُنر کیسے کریں

جِن کے اَحوال پہ آقاؐ کی نظر ہو تابِشؔ
ان کو حالات کے غم زیر و زَبر کیسے کریں

ظُلمتِ دہر کے طُوفاں سے گزر آئے ہیں
صُبح کے بھُولے ہوئے شام کو گھر آئے ہیں

اَے مِرے شہرِ نبی! خود میں بسا لے ہم کو
ہم ترے دامنِ رحمت میں اُتر آئے ہیں

کون بستی کے مُسافر ہیں بھلا جن کے لئے
گُنبدِ سبز میں کُچھ نقش اُبھر آئے ہیں

محضرِ داورِ محشر میں بھرم رکھیے گا
قریۂ دہر سے کچھ خاک بسر آئے ہیں

سیلِ بے رحم حوادِث نے اُکھاڑا ہے جنہیں
اُن درختوں پہ مدینہ سے ثمر آئے ہیں

جَلوۂ شمسِ رِسالتؐ کی زیارت کے لیے
تابِ نظّارہ نہیں دِل میں، مگر آئے ہیں

یاوریٔ بَخت نے کی ہے کہ مجھے بھی تابِشؔ
عالمِ ہوش میں سرکارؐ نظر آئے ہیں

ہے عاصیوں پہ چشمِ عنایت خُدا کا شُکر
یہ لُطف ، یہ کرم ، یہ محبّت خُدا کا شُکر

اب تو کسی مُقام بھٹکنے کا ڈَر نہیں
اب رُوح پر ہے اُنؐ کی حکومت خُدا کا شُکر

ہوتی ہے نَعتِ سیّد و سردارِ دو جہاںؐ
لائی ہے رنگ اپنی ریاضَت خُدا کا شُکر

ہم کو عطا میں اوروں سے مُمتاز کر دیا
آئی ہے اپنے حصّے میں مِدحت خُدا کا شُکر

قلبِ حزیں کا اس کے سِوا کیا علاج ہو
ذکرِ نبیؐ سے پاتا ہے رَاحت خُدا کا شُکر

یہ افتخار کافی ہے تابِشؔ کمال کا
ہوتی ہے جاگتے میں زیارت خُدا کا شُکر

نَعت کہنے کو ہی قِرطاس و قلَم رکھتے ہیں
پرچمِ عشقِ نبیؐ ہاتھ میں ہم رکھتے ہیں

چھوڑیے دُنیا کے شاہوں کو، مدینے چلیے
مِہرباں ہیں، وُہؐ فقیروں کا بھرَم رکھتے ہیں

تا کہ برگِ رُخِ زیبا ہو نمُودار یہاں
اِس لیے دِیدۂ بے آب کو نَم رکھتے ہیں

وقف ہیں شاہِ مدینہ کے لیے حرف و قلم
نوکِ پاپوش پہ ہم مِدحتِ جَم رکھتے ہیں

ہے صحابہؓ کی محبت بھی دِلوں میں اپنے
آپؐ کی آلؓ سے اُلفت کا بھی دَم رکھتے ہیں

قلبِ تابِشؔ میں بھی عاشُور کا سُورج ڈُوبا
ہم بھی سینے میں ترےؐ لالؓ کا غَم رکھتے ہیں

جامِ وِلائے سیّدِ بطحا لیے ہوئے
برزخ میں جائیں ساتھ یہ توشہ لیے ہوئے

ہر دوسَرا کے مالِک و مُختار اِک نظر
دَر پر کھڑا ہوں دیر سے کاسہ لیے ہوئے

آؤں بروزِ حشر میں داوَر کے سامنے
سر پر ردائے سبز کا سایہ لیے ہوئے

رشکِ قمر کا خواب لیے آ گیا حضورؐ
میں دِل میں ایک ٹوٹا سِتارہ لیے ہوئے

سینے میں لے کے تا بہ قیامت چلیں گے ہم
جنّت مِثال شہر کا نقشہ لیے ہوئے

تابِشؔ کمال آپؐ کی محفِل میں رات بھر
بیٹھا رہا دُرود کا تحفہ لیے ہوئے

دِل سیّدِ عالیؐ کی محبّت کے لئے ہے
اور اپنی زباں آپؐ کی مِدحت کے لئے ہے

ہے سانس فقط آپؐ کی تسبیح کی خاطِر
یہ آنکھ تو بس اُنؐ کی زیارت کے لئے ہے

قُرآن ہے اُسؐ نُورِ بَصیرت کا خزِینہ
قُرآن زمانے کی ہِدایت کے لئے ہے

ہم سیرتِ سرکارؐ کو گر غور سے دیکھیں
ہر دَور میں یہ حق کی حکومت کے لئے ہے

اِدراک سے بالا ہے یہ اِعجازِ مُحمّدؐ
مِعراجِ نبیؐ عقل کی حیرت کے لئے ہے

اے کاش مُقدّر میں مدینے کا سفر ہو
بے چین یہ دِل پھر سے مسافت کے لئے ہے

دربارِ نبیؐ میں بھی جگہ پائے گی تابشؔ
یہ نَعت جو اِظہارِ عقیدت کے لئے ہے

یہ سودا صرف عُقبیٰ تک نہیں ہے
مَدینہ بس مَدینہ تک نہیں ہے

مِٹے گی تِشنگی کوثر کنارے
ہماری آنکھ دریا تک نہیں ہے

بیاں کیسے ہو اُن کی شانِ عالی
ہمارے پاس مِصرع تک نہیں ہے

رہے گی رُوح محوِ کار دائم
ہمارا کام دُنیا تک نہیں ہے

ہماری نسلیں ہیں شیدائی اُنؐ کی
جنہوں نے اُنؐ کو دیکھا تک نہیں ہے

بھلے دُنیا ہماری آس رکھے
ہمیں اِس کی تمنّا تک نہیں ہے

ہم اُنؐ کے سائے میں رہتے ہیں تابِشؔ
بظاہر جن کا سَایہ تک نہیں ہے

اپنے انفاس کے شُعلوں کو بُجھاتے ہوئے ہم
جانبِ طیبہ چلیں سر کو جُھکاتے ہوئے ہم

پاسبانی کے لیے سُوئے حَرم جاتے ہیں
آنے والوں کے لیے راہ بناتے ہوئے ہم

اپنے آقاؐ کے طریقے پہ فدا ہو جائیں
دہر سے جبر کے مینار گراتے ہوئے ہم

پیش کرنے کو نہیں کچھ بھی مگر حاضر ہیں
خواہشیں سینۂ مُضطر میں دباتے ہوئے ہم

نَعت پڑھتے ہوئے جائیں سُوئے طیبہ سارے
کاش مر جائیں یونہی پھُول کھلاتے ہوئے ہم

خاک سے تا بہ فلک پہنچ گئے ہیں تابِشؔ
عالَمِ رُوح کا وہ عہد نبھاتے ہوئے ہم

مجھ اَیسے بے بِساط کو مُمتاز کر دیا
ذکرِ نبیؐ نے لُطف کا دَر باز کر دیا

بوذرؓ مزاج لوگ ہیں، سو اِنقلابِ نَو
مولاؑ کے اِسمِ پاک سے آغاز کر دیا

مِیلاد کی محافلِ پُر نُور دیکھیے
عشقِ نبیؐ نے دہر میں اعجاز کر دیا

اپنا سُخن وروں میں نہ چرچا ہو کس لئے
نَعتِ نبیؐ نے زَمزمہ پَرداز کر دیا

محدود کر لیا ہے مدینے تلک اسے
ہستی کی داستان کو اِیجاز کر دیا

عشقِ حُضورِؐ والا کی برکت نہ پوچھیے
مجُھ اَیسے ناتوان کو شہباز کر دیا

تابِشؔ تمُہاری ذات پہ ہو اور کیا کرم
مدحِ نبیؐ نے تجُھ کو سَرافراز کر دیا

خُدا کے بعد وُہی رہ دکھانے والے ہیں
جو کُل جہان میں نُوری گھرانے والے ہیں

وُہی ہیں ظُلمتِ شَب میں چَراغ سے بڑھ کر
وُہی اندھیرے میں رستہ سُجھانے والے ہیں

میں اِذن لے کے سمندر میں ناؤ ڈالتا ہوں
حُضورؐ لہروں کے شر سے بچانے والے ہیں

سَما و ارض میں پھیلا ہُوا ہے نُور ہی نُور
مجھے یقین ہے سرکارؐ آنے والے ہیں

ہماری کشتی ہے مَنجدھار بیچ تو کیا غم
وہ ناخُداؐ ہیں، وُہی تو بچانے والے ہیں

مَدینہ سارے زمانے کا آسرا تابشؔ
رسولِ پاکؐ ہی سب ناز اُٹھانے والے ہیں

اَوج و اِقبال و حَشم اپنی صَدا میں آئے
آپؐ کے نام سے تاثِیر دُعا میں آئے

کارِ دُنیا کو مدینے کے لئے چھوڑ دیا
دشتِ فانی سے گُلستانِ بقا میں آئے

عشق میں جادۂ شمشیر پہ چلتے چلتے
ہم مدینے سے چلے، کرب و بلا میں آئے

صُحبتِ شاہِ دو عالمؐ کی طرف دھیان گیا
ایک ساعَت کے لیے ہم جو حِرا میں آئے

نُور ہی نُور ہے نعلین کے صَدقے میں حُضورؐ
راستہ آپؐ کے نقشِ کفِ پا سے آئے

دِل کے آنگن میں عجَب روشنی اُتری تابِشؔ
جب سے ہم شہرِ مُنوّر کی فضا میں آئے

مرے محمدؐ و اصحابؓ، وہ اُجالے مرے
قدم قدم پہ مدینہ میں ہیں حوالے مرے

دُرود پڑھتے ہوئے نم رہیں مری آنکھیں
دل و نگہ سے اُترتے رہے ہیں جالے مرے

ہے آپؐ ہی کے حوالے کلیدِ قلب و نظر
کھلیں گے آپؐ کی برکت سے ہی یہ تالے مرے

اُنہی کے دَم سے ہوئی ہے مجھے شفایابی
اُنہی کے دَر پہ پہنچتے رہے ہیں نالے مِرے

حُضورؐ آپؐ سے نسبت نے لاج رکھ لی ہے
عُیوب اہلِ جہاں نے نہیں نکالے مِرے

چلا ہوں شہرِ مَدینہ کی اور میں تابِشؔ
جو وقت چاہے تو نقشِ قدم سنبھالے مِرے

رَاہ میں دُنیا ملی ، دَریا ملے
میں مگر مُشتاق تھا ، طیبہ ملے

خوفِ روزِ حشر ہو کیوں کر، جنہیں
اُس رِدائے سبز کا سایہ ملے

شہرِ طیبہ کی فضائیں چُوم لوں
کاش مجُھ کو پھر وُہی موقع ملے

پھر پڑھوں میں نعت اُس دربار میں
پھر مجھے سرکارؐ سے تحفہ ملے

کاش برزخ میں بصد عجز و نیاز
سر اُسی دہلیز پر رکھا ملے

میں بھی ہوں دریُوزہ گر دربار کا
مُجھ کو بھی حسنینؓ کا صدقہ ملے

دِل کہے صَلِّ عَلیٰ تابشؔ کمال
رُوح کو اِک سرمدی نشّہ ملے

زمانے بھر میں فقط صاحب الجَمال ہیں آپؐ
جو صرف آیا خُدا کو وہ اِک خَیال ہیں آپؐ

نہیں ہے کوئی بھی انسان آپؐ سے افضل
تمام حُسن ہوا، ایسے بے مثال ہیں آپؐ

دُعائیں دیتے ہیں پھر بھی وہ اہلِ طائف کو
لہو بھی جاری ہے، زخموں سے بھی نڈھال ہیں آپؐ

جَفا و جور و ستم کا چلن تھا دُنیا پر
متاعِ امن ہوئے، ظُلم پر سوال ہیں آپؐ

اس ایک آس کی اُنگلی پکڑ کے چلتے ہیں
بروزِ حشر حُضورؐ عاصیوں کی ڈھال ہیں آپؐ

عُروج ایسا ملا ہے کسے یہاں تابِش
زمیں خُدا کی ہے اور آخری کمال ہیں آپؐ

سیکھے ہیں سب نے آپؐ سے احکامِ زندگی
ہے آپؐ کی حیات میں اکرامِ زندگی

قُرآں، زبانِ صاحبِ قُرآں سے سُن لیا
اَزبر کِیا ہے ہم نے یہ پیغامِ زندگی

غفلت کے سائے سائے جو گزرے ہیں رات دن
اُس عرصۂ حیات کو دیں نامِ زندگی ؟

جن پر مرے حضورؐ کا پرچم نہ کھل سکا
مٹی میں مل چکے ہیں وہ اہرامِ زندگی

ہر حال اُن کی راہ کو زندہ رکھا گیا
ہم نے صعُوبتوں میں پِیا جامِ زندگی

طیبہ میں جو نہ جی سکا، تابشؔ نہ مر سکا
گر نام دیں اُسے تو ہے ناکامِ زندگی

حضورؐ باغِ جہاں میں بہار آپؐ سے ہے
گلوں پہ رُوپ، کلی پر نِکھار آپؐ سے ہے

ہے اِسمِ ذاتِ مُقدّس، حیات کا حاصِل
دلِ حزیں کو مُیسّر قرار آپؐ سے ہے

نہیں ضرورتِ الفاظ بزمِ آقاؐ میں
اُنہیں خبر ہے کہ کس کس کو پیار آپؐ سے ہے

مدینہ پاک کی یادوں سے پھول کھلتے ہیں
حضورؐ سینہ مرا لالہ زار آپؐ سے ہے

درودِ پاک ہے تابشِ، متاعِ قلب و نظر
ہرا بھرا مرے دِل کا دیار آپؐ سے ہے

حرا سے پائی ہے معراج آدمیّت نے
مرا کمال، یہ میرا وقار آپؐ سے ہے

اُترے ہیں نُور قافلے شمس الضّحیٰ کے ساتھ
روشن ہُوا ہے عَرش بھی تحتُ الثریٰ کے ساتھ

آمین کہہ رہی ہے اِجابت بصَد نیاز
اُن ؐ پر دُرود پڑھتا ہوں میں ہر دُعا کے ساتھ

اِس امتزاج سے ہو بڑا اور کیا شرف
بِسم اللہ وِرد ہے مِرا صَلِّ عَلیٰ کے ساتھ

الطاف آپؐ ہی کے برستے ہیں ہر جگہ
سارا جہاں مبین ہے غارِ حرا کے ساتھ

حرماں نصیب ، شہرِ مدینہ سے دور ہوں
شِکوہ بندھا ہوا ہے مِرا اِلتجا کے ساتھ

تابشِ کمال میں بھی غلاموں میں ہوں شریک
میرا بھی خاص ربط ہے خیرُ الوریٰؐ کے ساتھ

ذکرِ نبیؐ کا باب ہے ذکرِ خُدا کے بعد
اپنا سُخن تمام ہے صَلِّ عَلٰی کے بعد

اُنؐ پر تمام ہے یہ ہدایت کا سِلسلہ
بھیجا گیا ہے آپؐ کو سَب انبیاءؑ کے بعد

جو بھی ہے اُنؐ کی راہ کو زندہ کیے ہوئے
مجبُوب ہے خُدا کو شہِ دوسَراؐ کے بعد

آخر وہیں پہ میری دُعا پوری ہوگئی
وَاپس پلٹ کے آیا نہیں اِلتجا کے بعد

دِل مُستعار لیتا نہیں روشنی کوئی
تابِندگی تمام ہے نُورِ ہُدیٰ کے بعد

ہر آن ذکرِ خیر ہو تابِشِ حُضورؐ کا
مانگی نہیں ہے کوئی دُعا اِس دُعا کے بعد

واقف ہی کہاں ہے کوئی اسرارِ نبیؐ سے
اَفلاک درخشِندہ ہیں اَنوارِ نبیؐ سے

رُک جائیں تو رُک جاتی ہے گردُوں کی یہ گردِش
اَنفاسِ زمانہ بھی ہیں رفتارِ نبیؐ سے

آقاؐ ہیں تو سب محفلِ ہستی بھی ہے قائم
یہ خیمۂ اَفلاک ہے آثارِ نبیؐ سے

کب دیکھیے مجھ کو وہ بُلاتے ہیں مدینہ
کب حُکمِ سفر آتا ہے دربارِ نبیؐ سے

ہے آج زمانے میں جو ہر سَمت اُجالا
پایا ہے صِلہ دہر نے افکارِ نبیؐ سے

واقف ہوں زمانے کے حقائق سے میں تابشؔ
آتی ہے خبر مجُھ تلک اخبارِ نبیؐ سے

مِدحتِ سیّدِ عالیؑ سے فراغت کب ہے
مَقصدِ عمرِ رواں سے مجھے غفلت کب ہے

اُنؑ کے جارُوب کشوں میں ہی مِرا نام رہے
اِس سے بڑھ کر مرے مولا مِری حاجت کب ہے

زیرِ فرمانِ شہِ اَرض و سَما ہے اب تک
عرصۂ دل پہ کوئی اور حکومت کب ہے

اپنے آقاؐ کی غلامی کا شَرف جانتے ہیں
اِس غلامی سے بڑی دہر میں عزّت کب ہے

سر پہ ہو سرورِ عالم کی رِدا کا سایہ
گرمیٔ حشر میں کچھ اور ضرورت کب ہے

شغلِ نَعتِ شہِؐ دیں میں ہی کٹے عمر مِری
غیر کے ذکر میں تابِشؔ یہ سعادت کب ہے

کوئی بھی طرزِ حکومت نبیؐ کے دِیں پہ نہیں
سِتم تو یہ ہے شِکن بھی کسی جَبیں پہ نہیں

بس ایک نقشِ کفِ پا ہے رہنما اپنا
وہ جس کی لَو سے بھٹکنے کا ڈَر کہیں پہ نہیں

سَکون، خاتمِ ختمِ رُسلؐ کے فیض سے ہے
مِری نظر کسی انگشتِ خُوش نگیں پہ نہیں

زمینِ شہرِ مُقدّس پہ پاؤں رکھّے تھے
پھر اُس کے بعد مرے پاؤں اِس زمیں پہ نہیں

خزائیں جس کی نمُود و نمُو سے خائف تھیں
وہ فصلیں اب تری پُر نُور سرزمیں پہ نہیں

یہ ذکرِ سیّدِ عاؐلی کا فیض ہے تابِشؔ
ذرا بھی گردِ تردّد رُخِ یقیں پہ نہیں

قلم، دوات، کتاب و بیاں کو خَلق کیا
دُرود و نَعت کی خاطر زُباں کو خَلق کیا

بَقائے آدم و اِنسانیت کے پیشِ نظر
جہاں میں باعثِ تخلیقِ جاں کو خَلق کیا

یہ راز آپؐ سے پہلے کی ظلمتوں میں ہے
برائے جشنِ بہاراں خزاں کو خَلق کیا

خُدائے پاک نے اِک پَل میں آپؐ کی خاطر
مَکاں کی طَرح بنائی زَماں کو خَلق کیا

یہ رونقیں، یہ بہاریں اُنھی کے فیض سے ہیں
اُنھی کے واسطے کون و مَکاں کو خَلق کیا

کلامِ کُن فیکُوں سے بھی پیشتر تابشؔ
خُدا نے باعثِ بزمِ جہاں کو خَلق کیا

شافعِ دو جہاں، مرے آقاؐ
وجہِ کون و مکاں، مرے آقاؐ

خطبۂ آخریں، پیامِ خُدا
بحرِ گوہر فشاں، مرے آقاؐ

آپؐ ہی کے طفیل ہے اَب تک
نبضِ ہستی رَواں، مرے آقاؐ

شان کیسے بیاں ہو لفظوں میں
میں کہاں اور کہاں مِرے آقاؐ

جادۂ نُور پر چلیں دائم
میرے آئندگاں مِرے آقاؐ

آستانِ جنابؐ پر قُرباں
یہ زمیں ، آسماں مِرے آقاؐ

حرفِ لبیّک کہنے والے سبؓ
روشنی کے نِشاں مِرے آقاؐ

خوفِ اِلحاد کیا ہمیں تابشؔ
دِین کے پاسباں مِرے آقاؐ

عظمتِ شانِ رِسالتؐ ہے بیاں سے باہر
لفظ درکار ہیں کچھ اور زباں سے باہر

کون سمجھے گا بھلا 'کُن فیکوں' کے اسرار
آشنائی ہے جہاں کون و مکاں سے باہر

اُنؐ کی رحمت کے سبب گھوم لیے سب افلاک
یہ عنایت تھی مرے وہم و گماں سے باہر

ایک فیضان کا دریا ہے جو بہتا جائے
کون ہے سلسلۂ امن و اماں سے باہر

سایہ ہے آپؐ کا سب خلق پہ اے ختمِ رسل
کب نکلتا ہے کوئی نور یہاں سے باہر

ایک ہی در سے ہے سب غائب و موجود کا علم
تابشؔ اک پل بھی نہیں اُنؐ کے زماں سے باہر

درکار ہے اک چشمِ کرم ، سرورِ عالمؐ
ڈھلتی ہی نہیں شامِ اَلم ، سرورِ عالمؐ

اعمال کا دفتر جو کُھلے روزِ شَفاعت
عاصی کا بھی رکھیے گا بھرم ، سرورِ عالمؐ

تھک ہار کے میں آپؐ کے قدموں میں پڑا ہوں
نکلے اسی حالت میں یہ دم، سرورِ عالمؐ

وہ ناؤ جو ہو آپ ﷺ کے ہی رحم و کرم پر
کیوں اس کو ہو گرداب کا غَم، سرورِ عالم ﷺ

یہ رُوح و بدن آپ ﷺ کی نسبت پہ تصدّق
یہ دِل بھی ہے دہلیز پہ خَم، سرورِ عالم ﷺ

طائف میں ہوں اور اشک مِرے رُکتے نہیں ہیں
آنکھوں میں ہے بس آپ ﷺ کا نَم، سرورِ عالم ﷺ

طیبہ میں بچھایا تھا جو مخلُوق کی خاطر
اُس خوان پہ ہی پلتے ہیں ہم، سرورِ عالم ﷺ

ہستی ہے فَقط آپ ﷺ کے انوار سے روشن
اے فخرِ عرب ﷺ، شاہِ عجم ﷺ، سرورِ عالم ﷺ

تابِشؔ کو ہے اِک آپ ﷺ کی رحمت کا سہارا
خود آپ ﷺ ہی بانٹیں گے یہ غم، سرورِ عالم ﷺ

آپؐ ہیں زیست کا حاصل ، اے دِل
کیوں ہے پھر خستہ و گھائل ، اے دِل!

تو کہاں اور مدینہ ہے کہاں
نُور تک ہے تری محفل، اے دِل!

ارضِ طیبہ کو ٹھکانہ کر لے
کیا سہانی ہے یہ منزل، اے دِل!

سرِ قصویٰ اتر آئی ہے بہار
لہلہانے لگا محمل، اے دِل!

چارہ گر ہیں جو مدینے والے
کیوں ہے دلگیر تُو اے دِل،اے دِل!

آپؐ کے درد کا عالم توبہ
آئے اپنے ہی مُقابل،اے دِل!

شاہِ بطحاؐ کے دَوارے ہر پَل
سارے آفاق ہیں سائل،اے دِل!

حَل ہوئی اِسمِ مُحمّدؐ کے سبب
آئی رستے میں جو مُشکل، اے دِل!

خوفِ گرداب نہیں ہے تابِشؔ
آپؐ ہیں آس کا ساحل، اے دِل!

عشقِ احمدؐ کے وسیلے سے ملا ہے سب کچھ
مجھ کو آقاؐ کے مدینے سے ملا ہے سب کچھ

مکتبِ شاہِ مدینہ سے نیا درس لیا
خوش نگاہی کے قرینے سے ملا ہے سب کچھ

ورثۂ نعت کہاں اور مری اوقات کہاں
مجھ کو حسانؓ کے کاسے سے ملا ہے سب کچھ

آپؐ کے نقشِ قدم خیر کا مَعیار ہوئے
جادۂ خیر پہ چلنے سے ملا ہے سَب کچُھ

مُجھ کو دربارِ رِسالتؐ میں بصَد عجز و نیاز
عرض کرنے کے سلیقے سے مِلا ہے سَب کچُھ

گرمیٔ حشر کی کچُھ فِکر نہیں ہے تابِشؔ
گنُبدِ سبز کے سائے سے ملا ہے سَب کچُھ

جادۂ نُورِ ہدایت سے جُدا کیسے رہیں
دُور طیبہ کی ہواؤں سے بھلا کیسے رہیں

جِن کے سینوں میں مہکتی ہو فقط 'میم' کی یاد
ایسے عُشّاق ترے ذکر سِوا کیسے رہیں

ایک ہی اِسمِ مُقدّس ہے وسیلہ میرا
خالی اے دوست! مرے دستِ دُعا کیسے رہیں

جن کو حاصل ہو جہانوں کے سخی سے نسبت
وہ بھلا اور کسی در کے گدا کیسے رہیں

ارضِ چکوال میں بھی باغ کھلایا جائے
شہر صر صر میں بہ اندازِ صبا کیسے رہیں

آپؐ آئے تو ہُوا دہر منوّر تابِش
نام لیوا ہیں جو ، محرومِ ضیا کیسے رہیں

دِل مَدینے میں جا کے کھو جائے
یا ہمیشہ کی نیند سو جائے

ایک شعر اور ایسا ہو جائے
نعت کو سِلک میں پَرو جائے

اَبرِ رحمت کا ایک ہی چھینٹا
میرے سینے کے دَاغ دھو جائے

سامنے جالیاں ہوں روضے کی
چشم اشکِ گہر پرو جائے

میری نعتیں ہوں اُس کے ہونٹوں پر
جو بھی شہرِ حضورؐ کو جائے

بابِ عالی مُقام پر تابشؔ
پھر ترنّم سے نعت ہو جائے

فُرقتِ شمسِ اَنبیاء میں رہے
مُدتوں شامِ پُر جفَا میں رہے

اَبتری آپؐ کے عدُو کا نَصیب
جِس کی مرضی ہو اس وَبا میں رہے

ہم کہیں بھی گئے ، وہ دل میں رہا
سو مدینہ کی ہی فضا میں رہے

خوفِ خُورشیدِ حشر اُسے کیوں ہو
وہ جو سرکارؐ کی عبا میں رہے

اُنؐ کی صُحبت کا لُطف آتا رہا
ثانیہ بھر جو ہم حِرا میں رہے

اُنؐ کی برکت سے ہم ہوئے ظاہر
پہلے پوشیدہ حرفِ 'لا' میں رہے

آرزُو تھی مدینہ میں تابشؔ
عُمر بھر دِل اِسی فضا میں رہے

لیتے ہیں دادِ نعت کی رُوح الاَمیں سے ہم
ہر دَم خراج پاتے ہیں عرشِ بریں سے ہم

اِس واسطے کہ آپؐ کا مسکن اِسی پہ ہے
کرتے ہیں والہانہ محبّت زمیں سے ہم

اب کے علاجِ قلبِ حزیں اور کچُھ نہیں
رحمت دیارِ نُور کی پائیں کہیں سے ہم

جس جا بصد نیاز کھڑے ہوں نبیؑ، ولیؒ
آئیں وہاں پہ کاش صفِ آخریں سے ہم

ہر آن لب پہ رہتی ہے بس ایک ہی دُعا
دیکھیں وہ ماہتاب خُدایا قریں سے ہم

ایمان پر ہو خاتمہ تابشؔ کمال کا
پہنچیں درِ حُضورؐ پہ کامِل یقیں سے ہم

رونقِ دو جہاں آپؐ سے
بزمِ کون و مکاں آپؐ سے

آپؐ ہیں رحمتِ عالمیں
سارا امن و اماں آپؐ سے

زندگی آپؐ ہی کی عطا
ہم جدا ہیں کہاں آپؐ سے

سلسلہ یُوں ہی چلتا رہے
فیض پائے جہاں آپؐ سے

آپؐ ہی وجہِ کونین ہیں
یہ مکان و زماں آپؐ سے

دہر کو تیرگی میں مِلا
روشنی کا نشاں آپؐ سے

اُڑتا پھرتا ہے افلاک میں
تابشِ ناتواں آپؐ سے

رفتگاں تھے ہی تابِش کمال
میرے آئندگاں آپؐ سے

نعت لکھنے کا قرینہ آ جائے
میری آنکھوں میں مَدینہ آ جائے

آپؐ کا اِسم ہے ایسا شافی
میرا سَاحل پہ سفِینہ آ جائے

ایسے لکھوں رُخ و رُخسار کی بات
کِھلتے پھُولوں کو پسینہ آ جائے

اُن پہ بھیجوں سَحر و شَام دُرود
ہاتھ میرے یہ خزینہ آ جائے

جب کوئی راہ نہ ہو دُنیا میں
سامنے آپؐ کا زینہ آ جائے

مُہرِ نبویؐ کو میں چھُو کر دیکھوں
میرے ہاتھوں میں نگینہ آ جائے

میرے ہونٹوں پہ ثَنا ہو تابِشؔ
پھر وہ ساعت وہ مہینہ آ جائے

آقاؐ! رُخِ اَنور کی ضِیا میری طرف بھی
سَوغات و عِنایات و عَطا میری طرف بھی

مُدّت سے میں اَفلاس کے دوزخ میں پڑا ہوں
ہو دستِ غِنا، جُود و سخَا میری طرف بھی

سَرکارؐ کی فُرقت میں سَبھی مرتے ہیں لیکن
ہے اُس کی تپش حَد سے سِوا میری طرف بھی

ہوں دُور مِرے دیس کے تاریک سَویرے
ہو نقشِ کفِ پا کی جِلا میری طرف بھی

دَم ، ہجرِ مُسلسل میں مِرا گھُٹنے لگا ہے
طیبہ سے حُضورؐ آئے ہوا میری طرف بھی

تابِشؔ ہو مجھے کاش عطا آپؐ کی شفقت
اُٹھ جائے نظر یومِ جَزا میری طرف بھی

"وَمَا یَنطِق" سے یہ عُقدَہ کھُلا ہے
خُدا اُنؐ کی زباں سے بولتا ہے

فقیرِ ناتواں سُوئے مدینہ
مَتاعِ زندگی لینے چلا ہے

وہیں جا کر کہیں گے حالِ دِل ہم
مدینہ پاک ہی اِک آسرا ہے

قبائے گُل مُعطّر ہے اُنہیؐ سے
ردائے سبز سے سبزہ کِھلا ہے

یہ عشقِ سیّدِ عالیؐ ہے اِس میں
تغافُل کے سِوا سب کُچھ روا ہے

عُروسِ شب ہے اُن زُلفوں سے خیرہ
رُخِ انور سے دن کا در کھُلا ہے

عطا محشر میں ہو کملی کا سایہ
حُضورؐ اپنی یہی اِک التجا ہے

اُنہیؐ سے ہے مِری پہچان تابِشؔ
مجُھے ورنہ جہاں کب جانتا ہے

چراغِ کبریا بھولے ہوئے ہیں
نبیؐ کا نقشِ پا بھولے ہوئے ہیں

اُنہیں ہر سُو بھٹکنا ہے جہاں میں
جو راہِ مُصطفیٰؐ بھولے ہوئے ہیں

ہوائے شِرک سے جو لڑ رہا تھا
اندھیرے وہ دِیا بھولے ہوئے ہیں

نِصابِ زندگی سے مُنحرف ہیں
سبھی اپنی بِنا بھُولے ہوئے ہیں

ہے حزن و یاسیت اُن کا مُقدّر
وہ جو صَلِّ عَلیٰ بھُولے ہوئے ہیں

سفینہ ڈگمگاتا پھر رہا ہے
مَنارۂ ہُدیٰ بھُولے ہوئے ہیں

دُعائیں تو ہیں لاکھوں دِل میں تابِش
مگر حرفِ دُعا بھُولے ہوئے ہیں

نُور برسات ہے مدینے کی
واہ کیا بات ہے مدینے کی

میں سہولت سے سانس لیتا ہوں
یہ بھی خیرات ہے مدینے کی

ہر طرف گھُومتے ہیں نُورانی
حُسن سَوغات ہے مدینے کی

ایک ہے آسماں پہ میرا خُدا
اور اِک ذات ہے مدینے کی

اُس پہ تو دن بھی رشک کرتا ہے
ضَو بھری رات ہے مدینے کی

بعض اوقات عرش کی ہے روح
بعض اوقات ہے مدینے کی

ہوں اندھیرے میں سُرخرو تابِشؔ
روشنی ساتھ ہے مدینے کی

آپؐ کی ہے یہ جان بھی، میں بھی
یہ مری آن بان بھی ، میں بھی

پھول چُنتے ہیں مِل کے مِدحت کے
دہر کے باغبان بھی ، میں بھی

آپؐ کے نام پر نثار حُضورؐ
میرا سَب خاندان بھی ، میں بھی

ذکرِ آقاؐ سے کیسے روشن ہیں
میرے دِل کا مکان بھی ، میں بھی

کھیت میں روشنی اُچھالتے ہیں
اِس نگر کے کسان بھی ، میں بھی

آپؐ کے دم سے پُریقین ہوئے
میرے وہم و گمُان بھی ، میں بھی

اُنؐ کی خدمت میں ایک ہیں تابشؔ
یہ زمین ، آسمان بھی ، میں بھی

میرے آقاؐ میں گر دیا ہوتا
خیمۂ پاک میں جلا ہوتا

ساتھ غارِ حرا سے جو لائے
کاش میں ہی وہ حرفِ لَا ہوتا

"قُم بِاذُنی" سے جو اُٹھا لیتے
پھر میں کیسے بھلا فنا ہوتا

اہلِ طائف کا ایک اک پتّھر
اپنے سینے پہ جھیلتا ہوتا

کاش سرکارؐ کے پسینے پر
میری شہ رگ کا خُوں گرا ہوتا

"طَلَعَ البَدرُ" گنگُناتے ہوئے
آپؐ کی راہ دیکھتا ہوتا

اُن ؐ کے قدموں میں گر جگہ ملتی
ذِکر میرا بھی جا بہ جا ہوتا

جن میں خوشبو تھی کالی زلفوں کی
اُن ہواؤں میں اُڑ رہا ہوتا

نقشِ پائے مُبارکہ چُنتے
دشتِ غُربت میں مَر مٹا ہوتا

سوچتا ہوں حُضورؐ محفل میں
گر بلاتے تو حال کیا ہوتا

میرے سب خواب پورے ہو جاتے
اُن ؐ کے دامن میں سو گیا ہوتا

پھُول ہوتا گلاب کا تابِشؔ
دامنِ پاک ؐ میں پڑا ہوتا

کاش ہوتا کمؔال میں کنکر
آپ ؐ کے ہاتھ بولتا ہوتا

حریمِ کبریا سے آ رہے ہیں
دیارِ مُصطفیٰ ؐ سے آ رہے ہیں

بلالؓ اب تک نمازی مسجدوں میں
تری پہلی صَدا سے آ رہے ہیں

مِرے مولاؐ! اِدھر بھی جامِ کوثر
عطا کیجیے کہ پیاسے آ رہے ہیں

سِتارے روشنی کی بھیک لے کر
اُنھیؐ کے نقشِ پا سے آ رہے ہیں

فَضائے دِل مُعطّر ہے ابھی تک
ابھی غارِ حِرا سے آ رہے ہیں

کہاں بزمِ مُقدّس اور کہاں ہم
فقط اُنؐ کی عطا سے آ رہے ہیں

مُہارِ ناقۂ سرکارؐ تھامے
مَلائک اِک اَدا سے آ رہے ہیں

ہمیں تابشؔ بہاروں کے بُلاوے
مدینے کی ہَوا سے آ رہے ہیں

کرم ہو ، یا رسول ﷺ اللہ کرم ہو
مِرے دِل کی خلش تھوڑی سی کم ہو

وُہ اُمّت کیوں نہ بخشی جائے آخر
وُہ جس کا آسرا شاہِ اُمَم ﷺ ہو

مِرا ہر لفظ ہو اشکوں سے بھیگا
مِری ہر سطر میں ہلکا سا نَم ہو

روانہ ہوں میں پھر سُوئے مَدینہ
سَلامی نَعت کی صُورت رقم ہو

اُسے سینے لگا لیتے ہیں آقاؐ
وہ جس کے دل میں تھوڑا سا بھی غم ہو

لَوائے حمد جب محشر میں اُٹھّے
کمَالی قافلہ زیرِ عَلم ہو

اُسے کچھ اور کیا درکار تابِشؔ
جِسے بھی نَعت کی پُونجی بہم ہو

پہلے کچھ بھی نہ تھا مرے آقاؐ
ذاتِ واحد تھی یا مرے آقاؐ

حشر میں ساتھ رکھیے گا
ہے یہی التجا مرے آقاؐ

آپؐ کے فیض سے زمانوں پر
رازِ ہستی کھلا مرے آقاؐ

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**
www.darulkamal.com

خوفِ محشر نہیں ، اگر سر پر
آپؐ کی ہو رِدا مِرے آقاؐ

ناؤ طُوفاں میں کیوں رہے اپنی
آپؐ ہیں ناخُدا مِرے آقاؐ

ہجر کے زخم سِل گئے سارے
بابِ رحمت کھُلا مِرے آقاؐ

ایک ہی وِرد ہے مصائب میں
میرے مُشکل کُشا، مِرے آقاؐ

اُلجھنیں سب سُلجھ گئیں تابشؔ
جب بھی دِل نے کہا مِرے آقاؐ

کھُل کے تابشؔ کمال پر برسے
رحمتوں کی گھَٹا مِرے آقاؐ

مدینہ پاک میں ہوتی ہے اَشک شوئی مِری
ہزار بار یہاں رُوح کھُل کے روئی مِری

یہ بزمِ خاص کا کیسا عجیب منظر ہے
میں سُن رہا ہوں کہ پڑھتا ہے نعت کوئی مِری

بھرَم رکھا ہے اُنھیؐ نے وگرنہ حال یہ ہے
میں کون شخص ہوں اور کیا ہے شِعر گوئی مِری

تمام خواہشیں پوری ہوئیں مدینہ میں
حضورؐ اب تو تمنّا ہے کوئی کوئی مِری

ہزار شکر کہ وَابستہ ہوں میں اُس در سے
جہاں پہ آ کے فرشتوں نے خاک بوئی مِری

حضورِؐ پاکؐ کا دِیدار یُوں ہوا تابِشؔ
میں آپ سو گیا پر چشم تو نہ سوئی مِری

اَللہ کے دلدار مُحمّدؐ کملی والے
مِرے لئے سرکار مُحمّدؐ کملی والے

کوہِ حِرا سے اور دُعا سے لے کر آئے
دَمک دَمک اَسرار مُحمّدؐ کملی والے

ساحل ساحل کائی ہے اور گہری کائی
موہے کر اُروار مُحمّدؐ کملی والے

دِل کا درد سِوا ہے، کوئی آس، دِلاسا
اَے عالی کردار مُحمّدؐ کملی والے

گھر مولاؐ کا داد و عطا کا گھوارا ہے
دہر ہے کاسہ دار محمدؐ کملی والے

لہر لہر لہرائے سرسوں ڈوگے ڈوگے
مِہک مِہکار محمدؐ کملی والے

دہر کو ہے درکار کمائی، دام دوامی
اور ہم کو سرکار محمدؐ کملی والے

سائل اور مسائل کا حل کوئی ہو گا
دِل لوہے کی دھار محمدؐ کملی والے

صَلِّ عَلیٰ ہے وِردِ کمالی، اُسوۂ عالی
گردُوں کے سردار محمدؐ کملی والے

ہر دم دُعا صَلِّ عَلیٰ
"وکھری" عطا صَلِّ عَلیٰ

احمد، محمدؐ مُرسلاں
مَولائے ما صَلِّ عَلیٰ

درد و اَلم، دُکھ کی گھڑی
گُل آس کا صَلِّ عَلیٰ

اِک واسطہ اَرواح کا
اِک سلسلہ صَلِّ عَلیٰ

مہکار ہر سُو آ گئی
ہر سُو کِھلا صَلِّ عَلیٰ

ہے مُدّعا ہر دَم کہوں
صَلِّ عَلیٰ ، صَلِّ عَلیٰ

آمد سے اِک مولودؐ کی
حاصل ہوا صَلِّ عَلیٰ

احساس اُس کے دم سے ہے
ہر اِسم کا صَلِّ عَلیٰ

آلام کا گر دَور ہو
اِک آسرا صَلِّ عَلیٰ

گردوں سے آئی ہے کمالؔ
دائم صَدا صَلِّ عَلیٰ

ہمارے دہر کا احساس اِک رسولؐ اللہ
ہمارے واسطے اَلماس اِک رسولؐ اللہ

مکاں ہے اور ہے کاس الکرام وہ اعلیٰ
ہوئے ہمارے لئے کاس اِک رسولؐ اللہ

وہ سِرِّ عام، وہ سِرِّ کلام، وہ ہادی
سو لَا اِلٰہ کے عکّاس اِک رسولؐ اللہ

ہمارے واسطے ہے ساری کار آرائی
سو ہم کو سادگی ہے راس اِک رسولؐ اللہ

اَساس سورہ ہے اور اک عمامہ ہے اُس کا
رہے ہمارے لئے آس اِک رسولؐ اللہ

کمال ہے وہ احاطہ، وہ مہر، وہ احساس
اور اک ہواؤں کا وسواس اِک رسولؐ اللہ

اَللہ کے ہمدم، مِرے سَرکارِ دو عالمؐ
وہ دہر کے محرم، مِرے سَرکارِ دو عالمؐ

ہر دُکھ کا مُداوا وہی مَولائے مطّہرؐ
ہر درد کا مَرہم مِرے سَرکارِ دو عالمؐ

اِکرامِ مَلائک ہے کہ گردُوں کی سَلامی
سَرکارِ مُکرّم، مِرے سَرکارِ دو عالمؐ

اَللہ کے رَسول اور وہ دِلدارِ الٰہی
واللہ مُعلّم مِرے سَرکارِ دو عالمؐ

ہے اوّل و دائم وہی کملی کا حوالہ
سرکارِ دو عالمؐ، مِرے سَرکارِ دو عالمؐ

لے اور کمالؔ آئی دوا کوہِ حرم سے
سو درد ہے کم کم، مِرے سَرکارِ دو عالمؐ
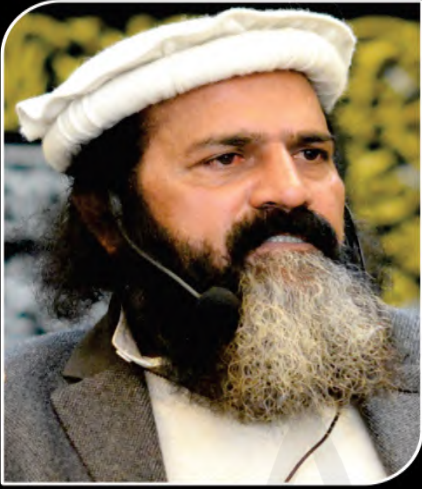
تابشؔ کمال گذشتہ صدی کی آخری دہائی کے اُردو/پنجابی شعراء میں امتیازی طور پر قابلِ ذکر شاعر ہیں۔ اُن کی شعری کائنات کم وبیش ہر موضوع کو محیط ہے۔ اس فن میں اُن کا اختصاص وہ صوتی ولسانی نظام، مٹھاس اور سلاستِ اظہار ہے جو معدودے چند شعراء ہی کو نصیب ہوتی ہے۔ اُنھوں نے اُردو میں خصوصاً نظم اور پنجابی میں نمایاں طور پر کافی کی تومند روایت کو جَدید حسیّت سے ہم آہنگ کرکے آگے بڑھایا ہے۔ نفسیاتی وسماجی مسائل اور انسان دوستی سے عبارت ان کی اُردو پنجابی غزل بھی ایک منفرد اُسلوب کی حامل ہے۔ پنجابی کافی میں تابشؔ کمال نے حیرت انگیز طور پر بابا فریدؒ سے لے کر خواجہ فریدؒ تک ہر بڑے شاعر سے تخلیقی طور پر استفادہ کرتے ہوئے بھی اپنی انفرادیت پر آنچ نہیں آنے دی۔ موسیقیت اور سوز وگداز میں گُندھی یہ کافیاں جدید فکر کا احاطہ کرتی ہیں جبکہ ان کا خیابانِ نعت نئے مضامین اور شاداب زمینوں کے خوشنما پھُولوں سے آراستہ نظر آتا ہے۔

تابشؔ کمال نے جامعہ پنجاب سے اُردو اور پنجابی ادبیات میں ایم اے کی اسناد حاصل کیں۔ تاحال آپ کے مجموعہ ہائے کلام منظر منظر دھوپ، شام پئی بن شام، مہاجر پرندوں کی نظمیں، صَلِّ علیٰ اور پیار پیام شائع ہو کر اہلِ ادب سے داد وصول کر چکے ہیں جبکہ لوحِ کمال، زرِ باغ اور متاعِ کمال آپ کے حسنِ ترتیب کا مرقع ہیں۔ رُوحانی مسافت کا اظہاریہ 'سیر الافلاک' نہ صرف صُوفیانہ ادب میں ایک گراں قدر اضافہ ہے بلکہ رواں نثری اُسلوب کے حامل ادیب سے بھی متعارف کرواتی ہے جبکہ 'معاصر شاعری' (ڈاکٹر سعید احمد کے ہمراہ) آپ کے مدیرانہ کردار کی یادگار ہے۔ آپ حلقہ اربابِ ذوق راولپنڈی اور پاکستان رائٹرز گلڈ پنجاب کے رُکن بھی ہیں۔ مختلف جامعات میں آپ کے فن وشخصیت پر ایم۔ اے اور ایم۔ فل پروگراموں کے تحت تحقیقی کام آپ کی علمی وادبی قدر ومنزلت کا ایک اعتراف ہے۔

آپ اپنے والد اور شیخ حضرت باغ حسین کمالؒ کے قائم کردہ 'سلسلہ اویسیہ کمالیہ' کے موجودہ سجادہ نشین ہیں اور ادبی سماجیات سے کنارہ کش ہو کر سالکین کے دلوں میں عشقِ الٰہی اور حُبِ رسولؐ کی شمع فروزاں کرنے کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ مزاج کی نُدرت اور تصوّف سے اس وابستگی کا ہی نتیجہ ہے کہ آپ کی نعت میں عشق وحضُوری اور مشاہداتی تجربے کی وہ جھلک نظر آتی ہے جو معاصر نعت میں بالعموم دکھائی نہیں دیتی۔
جنابِ احمد ندیم قاسمی نے آپ کے شعری کمالات کا یوں اعتراف کیا ہے:

شعروں میں جمال بھر دیا ہے　　تابشؔ نے کمال کر دیا ہے